ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوا[illegible]ازہ لاہور

۳ مئی ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

[illegible]یہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَّاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَقَالَ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذَالِكَ۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ پاک ہے پاک چیزوں کو قبول کرتا ہے اور خداوند تعالیٰ نے مومنوں کو بھی اسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے اے رسولو! کھاؤ پاک چیزوں میں سے اور نیک کام کرو۔ اور فرمایا ہے اے ایمان والو! کھاؤ پاک کھانوں میں سے جو ہم نے تم کو دئیے ہیں۔ پھر ذکر کیا آپ نے ایک شخص کا جو طویل سفر کرتا ہے (حج کے لئے یا کسی اور عبادت کے لئے یا قبولیت دعا کی جگہ تلاش کرنے کے لئے) پراگندہ بال اور غبار آلودہ اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتا اور کہتا ہے۔ اے پروردگار! اے پروردگار! (مجھ کو یہ چیز دے مجھ کو فلاں چیز دے) حالانکہ کھانا اس کا حرام لباس اس کا حرام اور حرام ہی میں پرورش کیا گیا ہے۔ پھر کیونکر اس شخص کی دعا قبول کی جائے (مسلم)

•

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔ رواہ البخاری

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مال میں جو چیز آدمی کو ملے گی وہ اس چیز کی پرواہ نہ کرے گا کہ یہ حلال ہے یا حرام۔

•

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا یَعْلَمُهُنَّ كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُهَاتِ اِسْتَبْرَاَ لِدِیْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ كَالرَّاعِیْ یَرْعٰی حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِكُ اَنْ یَّرْتَعَ فِیْهِ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًی اَلَا وَ اِنَّ حِمَی اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَ اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ۔

ترجمہ:- حضرت نعمان بن بشیرؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر۔ ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن کی حقیقت سے بہت سے لوگ واقف ہیں پس جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچا اس نے اپنا دین پاک کیا اور اپنی آبرو کو محفوظ رکھا اور جو شخص شبہ کی چیزوں میں مبتلا ہؤا وہ حرام میں مبتلا ہؤا اس کی کیفیت اس چرواہے کی سی ہے جو کھیت کی مینڈ کے پاس اپنے جانوروں کو چرائے اور ہر وقت اس کا خطرہ رہے کہ کوئی جانور کھیت میں گھس جائے۔ خبردار ہو کہ ہر بادشاہ کی ایک حد مقرر ہے اور خدا کی حد حرام چیزیں ہیں۔ آگاہ ہو کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب تک یہ ٹھیک رہتا ہے سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔ (بخاری و مسلم)

•

عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَ هُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَیْعَ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَةِ وَالْخِنْزِیْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَءَیْتَ شُحُوْمَ الْمَیْتَةِ فَاِنَّهٗ تُطْلٰی بِهَا السُّفُنُ وَیُدَّهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَیَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ۔ متفق علیه

ترجمہ:- حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے سال مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے اور اس کے رسولؐ نے شراب کا بیچنا، مردار کا بیچنا، سؤر کا بیچنا اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دیا ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہؐ! مردار کی چربی کی بابت بتائیے وہ کشتیوں پر ملی جاتی ہے اس سے چمڑوں کو چکنا کیا جاتا ہے اور لوگ (اپنے گھروں میں) اس کے چراغ جلاتے ہیں آپؐ نے فرمایا اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں وہ حرام ہے اس کے بعد ہی آپؐ نے فرمایا خداوند تعالیٰ یہود پر لعنت فرمائے۔ جب خداوند تعالیٰ نے مردار کی چربی کو حرام قرار دیا تو وہ چربی کو پگھلاتے اور بیچ ڈالتے اور اس کی قیمت کھا جاتے۔

•

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِیِّ وَ لَعَنَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَ مُوْكِلَهٗ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ۔

ترجمہ:- حضرت ابوجحیفہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے خون کی قیمت سے، کتّے کی قیمت سے، زانی عورت کی خرچی سے، اور لعنت فرمائی ہے سود کھانے والے پر سود دینے والے پر اور جسم گودنے والے شخص پر اور گدوانے والے پر اور تصویر بنانے والے پر۔ (بخاری)

•

شرح چندہ

پاکستان و ہندوستان میں

سالانہ چندہ ۱۱ روپے

ششماہی ۶ روپے

سہ ماہی ۳ روپے

ــ ایڈیٹر ــ

مناظر حسین نظر

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

فون نمبر ــــ ۶۷۵۴۵

شرح چندہ بیرونی ممالک

۱۔ سعودی عرب (۲) کویت (۳) ایران

(۴) افریقہ (۵) ملایا (۶) انگلینڈ (۷)

ہانگ کانگ وغیرہ کے لئے

عام ڈاک سے ۸۷ پیسے و ۱۸ روپے

ہوائی ڈاک سے ۵۲ روپے

امریکہ ڈاک سے ۲۱ روپے، ہوائی ڈاک سے ۸۰ / ۸۲ روپے

جلد ۸ | (۸ ذوالحجہ سنہ ۱۳۸۲ھ بمطابق ۳ مئی سنہ ۱۹۶۳ء) | شمارہ ۵۲

جرائم کی روک تھام

نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے ہر گوشہ سے یہ صدائیں اُٹھ رہی ہیں کہ جرائم میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوگیا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس دور میں، چوری تشدد، قتل اور جنسی جرائم کی وارداتیں اس قدر نکتہ عروج پر پہنچ چکی ہیں کہ پوری انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی تو یہ قطعی بے جا نہ ہوگا۔ بلکہ عین حقیقت اور واقع کے مطابق ہوگا ــــ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے۔ یہ ہمارے ملک کا بہت بڑا المیہ ہے۔ کہ دن دہاڑے قتل کی واردات ہو جاتی ہیں، عورتیں سر بازار اغوا کر لی جاتی ہیں، چوری سینہ زوری کے ساتھ کی جاتی ہے، ڈکیتی کی وارداتیں عام ہو رہی ہیں، جنسی جرائم روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں، عصمت فروشی اور آوارگی کی وبا جنگل کی آگ کی طرح پھیل رہی ہے عوام کی اخلاقی حالت دن بدن گرتی چلی جاتی ہے ــــ مگر نظم ونسق کے ذمہ دار اپنے بلند بانگ دعاوی کے باوجود جرائم کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو بند نہیں باندھ سکتے۔ اور اصلاح کے متمنی خود کو اس صورت حال کے سامنے قطعی بے بس اور عاجز پاتے ہیں۔ ستم ظریفی کی حد یہ ہے کہ اس احساس کے عام ہونے کے باوجود کہ ملک تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے اور انسانیت ناپید ہوتی جا رہی ہے۔ جرائم کی روک تھام کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ اور اگر بظاہر کوئی کوشش کی بھی جاتی ہے تو جرائم میں کمی ہونے کے بجائے ان میں زیادتی ہی ہوتی چلی جاتی ہے ــــ

درحقیقت اس تمام صورت حال کی ذمہ داری ملکی قانون اس کے محافظین اور نظام تعلیم وتربیت پر عائد ہوتی ہے۔ تعلیم وتربیت کے ادارے ناقص نصاب تعلیم ہونے کے باعث اچھے شہری پیدا کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔ اور اسکولوں اور کالجوں کی آب وہوا ٹیڈی ازم کی وبا تو ضرور پھیلا رہی ہے۔ مگر شرم وحیا اور اخلاق اسلامی کی پرورش سے قطعی طور پر قاصر ہے ــ

دوسری طرف پولیس اور انتظامیہ جو قانون اور امن وامان کے محافظ ہیں اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی سے کام لے رہے ہیں۔ حکومت مانے یا نہ مانے مگر اس واضح حقیقت کا اعتراف اسے بہر حال کرنا ہی پڑے گا کہ جرائم کی حوصلہ افزائی میں پولیس اور انتظامیہ کے ایک طبقہ کا ہاتھ ہے ــ کس قدر افسوس اور شرم کا مقام ہے۔ کہ بھرے بازاروں میں دن دہاڑے قتل اور چوری کی وارداتیں ہوں۔ مگر پولیس مجرموں کو برآمد نہ کر سکے کیونکہ رشوت اور اثر ورسوخ آڑے

> **شکوۂ عید کا منکر نہیں ہوں میں**
> **قبول حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں**
> (اقبالؒ)

آتے ہیں۔ اور اب تو صورت حال یہاں تک جا پہنچی ہے کہ قانون صرف غریب لوگوں کے لئے رہ گیا ہے ہمارے نزدیک جب تک پولیس اور قوت نافذہ رکھنے والے اداروں کو مؤثر، دیانت دار اور فعال نہیں بنایا جائے گا۔ اس وقت تک کوئی قانون جرائم کا انسداد نہیں کر سکے گا۔ اور اس کی صرف یہی صورت ہے کہ ایک بزرگ وبرتر اور خبیر وبصیر ہستی پر ایمان اور سزا وجزا کا احساس انسانوں کے دلوں میں پیدا کیا جائے ــ اس کے بغیر قانون خواہ کتنا ہی جرائم کش کیوں نہ ہو۔ معاشرہ کی اصلاح نہیں کر سکتا اور نہ ہی سوسائٹی کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ تجربہ کے طور پر ہم دیکھ چکے ہیں کہ پاکستان میں سمگلنگ، چور بازاری، قتل، رشوت اور دیگر برائیوں کی روک تھام کے لئے مارشل لاء کا نفاذ عمل میں لایا گیا۔ مگر اس سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا ــــ مارشل لاء کے آغاز میں تو لوگوں پر کچھ خوف طاری ہوا اور بہت سی معاشرتی اور سماجی برائیاں اس خیال سے ختم ہوگئیں کہ نہ جانے فوجی حکومت کیا ہے اور کیا کر کے رکھ دے گی ــــ مگر جوں جوں لوگ فوجی حکومت سے مانوس ہونے لگے رفتہ رفتہ خوف بھی زائل ہوتا گیا ــــ اور بالآخر تمام برائیاں آگے سے بھی بڑھ کر سامنے آئیں ــــ اور رشوت خوروں نے تو اس طرح ہاتھ رنگے کہ گویا اگلی پچھلی کسر نکال کر رکھ دی

وجہ صاف ظاہر ہے کہ لوگوں پر مارشل لاء کا خوف ظاہری اور وقتی تھا ــ باطن سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ جرم اور گناہ کا تصور صرف مذہب انسان کے اندر پیدا کرتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اگر اعداد وشمار کا مطالعہ کیا جائے۔ تو جن علاقوں یا ملکوں کے لوگ مذہب سے شیفتگی رکھتے ہیں۔ وہاں جرائم بھی کم ہوتے ہیں

حکومت سے ہماری مخلصانہ درخواست ہے کہ اگر وہ ملک میں جرائم کی روک تھام صدقِ دل سے چاہتی ہے۔ تو اُسے بھی ملک میں تیزی سے اسلامی قدروں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ــــ مذہب کا احترام لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنا چاہیئے اور ان محرکات واسباب کو سرے سے ختم کر دینا چاہیئے۔ جن کی کوکھ سے جرائم جنم لیتے ہیں ؎

> یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
> صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

عید الاضحیٰ کی مبارک تقریب پر

ادارہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور

قارئین کرام کی خدمت میں

ہدیہ عید مبارک

پیش کرتا ہے

اور دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم تمام مسلمانوں کو اُسوۂ ابراہیمیؑ کی صحیح پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے

عید آزاداں شکوہ ملک ودیں
عید محکوماں ہجوم مومنیں

مجلس ذکر ۲ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ بروز جمعرات ۲۵ اپریل ۱۹۶۳ء

سلسلۂ خیر و سلسلۂ شر

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

بزرگان محترم و معزز حاضرین

جو حضرات مسلسل تشریف لانے والے ہیں۔ ان کو علم ہے کہ حضرتؒ نے ذکر الٰہی کا یہ پودا لگایا تھا۔ آپ ہی اس پودے کی آبیاری فرماتے رہے۔ اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ دفعہ شکر و احسان ہے کہ یہ پودا اُسی طرح ہرا بھرا ہے۔ اور پھل پھول رہا ہے ـــ

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی کثرت سے یاد کی توفیق عطا فرمائے۔ کافی عرصہ سے ایک سلسلہ بیان ذکر الٰہی کی ترغیب کے متعلق چل رہا ہے، آج دوسرے طریقہ سے اُس پر روشنی ڈالتا ہوں

دنیا میں دو ہی سلسلے ہیں سلسلہ خیر اور سلسلہ شر اللہ تعالےٰ بھی قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ہر چیز میں جوڑے پیدا کئے ہیں۔ دنیا میں نیک ہیں تو بد بھی ہیں۔ روشنی ہے تو تاریکی بھی ہے۔ آگ کے مقابلہ میں پانی، مرد کے مقابلہ میں عورت اور رحمٰن کے مقابلہ میں شیطان ہے۔

سلسلۂ خیر میں اعلےٰ درجہ پر انبیاء کرام، صدیقین، شہداء وغیرہ ہیں۔ پھر درجہ بدرجہ ان کے متعلقین جو جتنی زیادہ ان کی پیروی میں بڑھے گا۔ اتنا ہی زیادہ سلسلۂ خیر میں اس کا درجہ بڑھا ہوگا۔

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ دفعہ احسان و فضل ہے کہ ہم کو یہاں آکر اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہزاروں ہمارے بھائی سینماؤں میں بیٹھے ہوں گے، کئی بازاروں میں چکر لگا رہے ہوں گے۔ انہیں یہ نہیں علم، کہ ہم دنیا میں صرف کمانے اور کھانے کے لئے ہی نہیں آئے بلکہ آخرت کے گھر کو سنوارنے کے لئے ہمیں یہیں عمل کرنا پڑے گا۔ یہاں ہی سے نیک اعمال کی دولت اکھٹی کرنی ہوگی۔ جو حقوق اللہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا پابند ہوگا۔ اور حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھے گا۔ یعنی دھوکہ بازی، بد دیانتی، جھوٹ دوسروں پر ظلم کرنے سے بچے گا تو ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اس کے برعکس جو حقوق اللہ یا حقوق العباد ادا نہیں کرے گا۔ اس کو دوزخ کی ہوا کھانی پڑے گی۔ اللہ تعالےٰ دوزخ سے بچائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

دنیا میں نیکی اور بدی کے دو سلسلے ہیں۔ دنیا میں تگ و دو کرنے والے بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک نیک اور دوسرے بد، اللہ تعالےٰ سورۂ کہف میں فرماتے ہیں

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○

ترجمہ: تو اُن لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اُسی کی رضا مندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے ہٹا کر تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔ اور اُس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

یعنی اگر کوئی مسلمان دوستی رکھنا چاہتا ہے تو نیک بندوں کے ساتھ دوستی رکھے جو صبح و شام اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ انہیں صرف اللہ تعالےٰ کی رضا مقصود و مطلوب ہے اس کے برعکس کچھ ایسے بھی لوگ ہیں کہ دنیا ہی ان کی مقصود و مطلوب ہے

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○

ترجمہ: لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی، یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

اللہ تعالےٰ بُری صحبت سے بچائے اور نیک لوگوں کی مجلس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر تم عطر والے کی دکان پر بیٹھو گے تو عطر کی خوشبو آئے گی۔ اگر تم کوئلے والے کی دکان پر بیٹھو گے تو کپڑے کالے ہونگے۔

بالکل اسی طرح نیک اور بد صحبت کا اثر ہوتا ہے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ روزانہ اگر کوئی ۱۰ تسبیح یا ۲۰، ۳۰، ۴۰ تسبیح اللہ اللہ کرتا ہے۔ استغفار درود شریف پڑھتا ہے۔ تو ناممکن ہے کہ اس کے گناہ ان نیکیوں سے بڑھ جائیں۔ فرائض ادا کرنے کے بعد جتنا زیادہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کریں گے اتنا ہی زیادہ آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے گا۔

اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کی صحبت میسر آئے۔ تو غنیمت جانیں اور اپنی نشست و برخاست انہیں کے ساتھ رکھیں۔ اگر نیک لوگوں کی صحبت میسر نہیں۔ تو نیک بندوں، اولیائے کرام کے حالات پڑھتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنا کثرت سے ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سلسلہ خیر میں شامل کرے سلسلۂ شر سے بچا کر رکھے ـــ (آمین)

قانون انسداد بد اخلاقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (سورۃ النور پ ۱۸)

یہ ایک سورۃ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور اس کے احکام ہم نے ہی فرض کئے ہیں اور ہم نے اس میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو۔ بدکار عورت اور بدکار مرد سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو دُرّے مارو اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں ان پر ذرا بھی رحم نہ آنا چاہیئے۔ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے

مگر افسوس ہے کہ اسلامی ملکوں کے مروجہ قوانین میں زنا بالرضا کی کھلی چھٹی ہے۔ اور عصمت فروشی جرم نہیں بلکہ ضلعی حکام بدکاری کے لائسنس جاری کرنے پر مجبور ہیں (خاموش مبلغ)

جانشین شیخ التفسیر نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام

مولانا محمد عبید اللہ انور صاحب کا ارشاد گرامی

بے دینی کے اس دور میں دین کی صحیح خدمت ہی آخرت کی ضامن بن سکتی ہے آج دین کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ دین کی مخالف طاقتوں کا زور توڑا جائے اور اس محاذ کو مضبوط بنایا جائے جو دشمن دین قوتوں کو چیلنج کر رہا ہو

چنانچہ آپ سے پوشیدہ نہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام اپنی بے سروسامانی کے باوجود خدمت اسلام کے اس فریضہ کو سرانجام دے رہی ہے۔ ان حالات میں کب تک ایک جماعت بغیر سرمایہ زندہ رہ سکتی ہے۔ حضرت قبلہ گاہیؒ کی موجودگی میں جمعیۃ کی مالیات کا دارومدار ان کی توجہات پر تھا۔ اس لئے میں تمام اہل اسلام سے عموماً اور اپنے دوستوں سے خصوصاً اپیل کرتا ہوں کہ عید قربان کے موقعہ پر قربانی کی کھالوں اور صدقات کے ذریعے جمعیۃ کو مالی تقویت پہنچائیں تاکہ وہ مالی کمی کی وجہ سے کفر و الحاد اور

خطبہ یوم الجمعہ ۸ ذوالحجہ ۱۳۸۲ھ بمطابق ۳ر مئی ۱۹۶۳ء

عشرہ ذی الحجہ اور عید قربان

از جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہم

یکم ذی الحج سے دس ذی الحج تک کے دس دن کو عشرہ ذی الحج کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دس دنوں کی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

ان دس دنوں کی عبادت اللہ کو جس قدر محبوب ہے اس کے مقابلہ میں دوسرے دنوں کی عبادت اتنی محبوب نہیں ہے۔ کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ خدا کے راستے میں جہاد کرنا بھی ان دنوں کے اعمال کے مساوی نہیں ہوسکتا؟ آپؐ نے فرمایا ان دنوں کا مقابلہ جہاد بھی نہیں کرسکتا۔ البتہ کوئی شخص اپنا مال اور جان دونوں میدان جہاد میں قربان کردے۔ دونوں میں سے ایک چیز بھی واپس نہ لائے۔ تو ایسا جہاد بے شک ان دونوں کے اعمال صالحہ کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت اس طرح ہے کہ عشرہ ذی الحج کے نیک اعمل دوسرے دنوں کے مقابلہ میں اللہ کو بہت پسندیدہ ہیں پس ان دنوں میں لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ کی کثرت رکھو

ایک اور روایت میں ہے تمام ایام دنیا میں سے ذی الحج کے ابتدائی دس دن افضل ہیں کسی نے عرض کیا جو دن جہاد میں صرف ہوں وہ دن بھی ان دنوں کی فضیلت کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ فرمایا ایسا جہاد تو ان دنوں کا مساوی ہوسکتا ہے۔ جس میں مجاہد کا چہرہ خون آلودہ ہوجائے اور وہ میدان جہاد ہی میں قربان ہوجائے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ عشرہ ذی الحج کے ہر دن کا روزہ ثواب میں ایک سال کے برابر اور رات کا قیام شب قدر کے قیام کے مساوی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ارشاد ہے جس شخص نے دس دن کے روزے رکھے اس کو ہر روزے کے بدلے میں ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملتا ہے اور آٹھویں تاریخ کے روزے کا ثواب ایک سال کے برابر ہے۔

حضرت ابو قتادہؓ کی روایت میں نویں تاریخ کے روزے کو دو سال کے گناہوں کا کفارہ فرمایا ہے ایک روایت میں ہے یوم عرفہ کا روزہ ایک سال اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے

عید قربان

خدا کے ایک مخلص بندے نے اب سے ہزار برس پہلے ایثار و رضا کی ایک ایسی مثال پیش کی تھی کہ قیامت تک کے لئے اس کی تقلید لازم کردی گئی۔ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس رسم کی پابندی کا حکم دیتے ہوئے۔ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ۔ اس لئے فرمایا تھا کہ روحانی اولاد اپنے باپ کے اس مبارک فعل قربانی پر غور کرے۔ اور یقین جانیئے جس قوم میں قربانی کی رسم نہیں ہے۔ وہ قوم زندگی ہی کی لذت سے ناآشنا ہے۔ مقصود بالذات تو انسانی قربانی ہے لیکن نہ وہ ہر وقت میسر ہوسکتی ہے اور نہ ہر وقت اس کا موسم ہوتا ہے۔ نہ قانون اور حکومت اس کی متحمل ہوسکتی ہے اور نہ ہر شخص کو یہ لازوال دولت میسر آسکتی ہے۔

مسلمان کو تو قربانی کا ایسا درس دیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کا سال بھی قربانی سے شروع ہوتا ہے اور ختم بھی قربانی پر ہوتا ہے۔ اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم ہے جس میں خانوادۂ رسول اور سیدنا حسینؓ نے اپنی قربانیاں پیش کیں اور آخری مہینہ ذی الحج ہے جو سیدنا اسماعیل کی قربانی کی یاد دلاتا ہے۔ اسی کو علامہ اقبالؒ نے یوں بیان کیا ہے ؎

غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسماعیلؑ

قربانی کی ابتداء

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کا بیج جب سے سطح دنیا پر بویا گیا ہے۔ اسی وقت سے یہ مبارک رسم قربانی بھی قائم ہوئی ہے۔

وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِھِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ (سورۂ مائدہ ع ۵ پ ۶)

ترجمہ: ان لوگوں کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعی قصہ سنا دے۔ ان دونوں نے قربانی کی پھر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی

ابراہیمی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کو ذبح کر رہا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب الہام الٰہی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس خواب کو حکم الٰہی سمجھ کر بیٹے سے استصواب فرمایا۔ بیٹے نے عرض کی۔ اللہ تعالے کے حکم کی تعمیل کیجئے۔ مجھے خدا تعالے کے فضل سے صابر پائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادے کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے۔ جب ذبح کرنے کی غرض سے بیٹے کو لٹایا۔ اس وقت اللہ تعالے سے آواز آئی۔ اے ابراہیم تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ اور اللہ تعالے نے بیٹے کے عوض ایک مینڈھا عطا فرمایا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔

ابراہیمؑ قربانی کے نتائج

(۱) جب حصول رضاء الٰہی کے لئے بیٹا ذبح کرنے کو تیار ہوگئے تو اپنی جان قربان کرنے میں نہیں بطریق اولے کوئی دریغ نہیں ہوگا

(۲) جب جان اور اولاد قربان کرنے کے لئے تیار تھے تو مال قربان کرکے خدا تعالے کو راضی کرنے میں انہیں کیا عذر ہوگا۔

(۳) جب ان کے ہاں جان اولاد اور مال رضاء الٰہی کے مقابلے میں کوئی چیز نہ تھی تو وہاں حب وطن محبت الٰہی کا کب مقابلہ کرسکتی تھی۔

(۴) جب اللہ تعالے کی رضاء حاصل کرنے میں جان اور اولاد کی پرواہ نہیں کرتے تو اعزہ و اقرباء کے تعلقات انہیں دروازہ الٰہی سے کب ہٹا سکتے ہیں

(۵) جب ان کی جان اور اولاد اور اعزہ و اقرباء اس در یتیم (رضاء الٰہی) پر قربان ہوچکے ہیں تو جب بقیہ احباب دنیا انہیں کب یاد الٰہی سے غافل کر سکتی ہے۔

(۶) جب رضاء الٰہی انہیں جان اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے تو کوئی تجارت و زراعت یا صنعت و حرفت ان کا دل کب لبھا سکتی ہے۔

تجدید ملت ابراہیمی

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام دراصل ملت ابراہیمی کے مجدد ہیں۔

وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ھُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ (سورہ الحج پ ۱۷ ع ۱۰)

ترجمہ: اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو۔ جیسا کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو اور امتوں سے ممتاز فرمایا اور (اس نے) تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی، تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی (اس) ملت پر ہمیشہ قائم رہو۔ اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے

ابراہیمی قربانی کی تازہ یاد

چونکہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ و السلام بنیادِ ابراہیمی پر قصر شریعت محمدی تعمیر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اس لئے آپ نے بھی اپنی امت کو حصول رضا الٰہی کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی تاکہ امت محمدیہ کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے اور ہر کلمہ گو کا نور ایمان ابراہیمی نور سے مشابہ ہو ـــ

تنبیہ

مسلمانوں کا فرض ہے کہ قربانی کرتے وقت جذبات ابراہیمی کا خیال رکھیں دل کے انہی پاکیزہ جذبات کا نام تقویٰ ہے جو اللہ تعالےٰ کے ہاں محبوب و مقبول ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاۗؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (سورۃ الحج ع۵ پ۱۷)

ترجمہ: اللہ تعالےٰ کے ہاں قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے اس کے ہاں داس تقویٰ کی قدر و قیمت ہے جو قربانی کرنے والے کے دل میں حاصل ہوتا ہے

فلسفہ عید قربان
پیغام فتح اسلام

اگر مسلمان عید قربان کے جذبات ابراہیمی کی تازہ یاد قرار دیں اور ہر سال شمع رضاء الٰہی پر پروانہ وار قربان ہونے کے لئے دل و جان ظاہر و باطن سے تیار رہیں تو مالک الملک ذو الجلال والاکرام عز اسمہٗ و جل مجدہٗ ان کی پشت پناہ ہوگا۔ پھر ایسے سر فروش فدائیان اسلام کی جماعت جس میدان میں قدم رکھے گی۔ خدا تعالےٰ ان کی حمایت کے لئے زمین و آسمان سے لشکر بھیج دے گا۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ ہر میدان میں فتح کا سہرا انہیں کے سر پر ہوگا۔ دنیا میں کوئی قوم ان کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکے گی۔ جو قوم مقابلہ میں آئے گی انشاء اللہ منہ کی کھا کر جائے گی ـــ

قربانی کی فضیلت

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ قربانی کیا چیز ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ عرض کیا ہمارے واسطے اس میں کیا چیز ہے۔ فرمایا۔ قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔ عرض کیا اگر اون والا ہو تو فرمایا ہر روئیں کے عوض ایک نیکی ہے۔

فرمان نبویؐ

یوم النحر یعنی عید قربان کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالےٰ کے نزدیک قربانی سے زیادہ پیارا نہیں ہے۔ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں، اور کھروں کے سمیت آئے گا اور قربانی کرنے والوں کی نیکیوں کے پلڑے میں ڈالا جائے گا۔ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے قبولیت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ قربانی کے جانور کو خوب کھلا پلا کر موٹا تازہ کیا کرو۔ کیونکہ وہ پلصراط پر تمہاری سواری ہوں گے۔

قربانی کے جانور

قربانی گائے بھینس اونٹ، بکری، مینڈھا، اور دُنبہ کی دی جاسکتی ہے۔ بکری دنبہ، مینڈھا ایک آدمی کی طرف سے اور گائے بھینس اونٹ میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔ اگر ایک آدمی دینا چاہے تو بھی جائز ہے سات حصہ داروں میں سے اگر کوئی شخص عقیقہ کا حصہ ڈالنا چاہے تو بھی جائز ہے مگر سات حصوں سے زیادہ حصے ہرگز نہیں ہونے چاہئیں۔

گائے بھینس دو سال کی عمر سے کم قربانی کے لئے جائز نہیں۔ بکرا بکری ایک سال سے کم عمر کی جائز نہیں بھیڑ مینڈھا۔ دنبہ، دنبی اگر چھ ماہ کی عمر کا ہو تو جائز ہے۔ اونٹ نر ہو یا مادہ پانچ سال سے کم عمر کا جائز نہیں ـــ

جن جانوروں کی قربانی جائز نہیں

بیمار، اندھا، کانا، لنگڑا، جو تین پاؤں پر چلتا ہو۔ جس جانور کا کان تہائی یا تہائی حصہ سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ ناک، دم یا کوئی اور عضو تہائی حصے سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ بھیڑ بکری، دنبی جس کا ایک تھن اور گائے بھینس کے دو تھن نہ ہوں یا سوکھ گئے ہوں اور دودھ نہ اتر سکے۔ دیوانہ جانور جس کو چارہ پانی کی پرواہ نہ ہو۔ دبلا اور کمزور جانور جو خود چل کر مذبح خانہ تک نہ پہنچ سکے یا جس جانور کے دانت نصف سے زیادہ گر گئے ہوں۔ ایسے تمام جانوروں کی قربانی نہیں دی جاسکتی۔ اگر کوئی شخص قربانی کا جانور خرید کرے تو اس میں کوئی شرعی عیب نکل آئے تو صاحب استطاعت دوسرا جانور خرید کر قربانی دے

قربانی کا وقت

شہر یا قصبہ کے لوگ نماز عید سے پہلے قربانی نہیں دے سکتے البتہ دیہات کے لوگ نماز فجر کے بعد جہاں نماز عید نہیں پڑھی جاتی قربانی دے سکتے ہیں

اگر کوئی شخص مرنے سے پہلے وصیت کر جائے کہ میری طرف سے قربانی دی جائے تو اس گوشت میں سے احباب کو کھانا کھلانا درست نہیں ہے۔ فقراء اور مساکین میں تقسیم کرنا چاہئے۔ اگر خود کسی دوسرے کے حق میں قربانی دی جائے تو اس گوشت میں سے خود بھی کھا سکتا ہے احباب میں بھی تقسیم کر سکتا ہے۔ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا چاہئے۔ اگر خود ذبح نہ کر سکے تو سامنے کھڑا ہونا چاہئے۔ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھری چلانی چاہئے۔ تمام وہ آدمی جو جانور کو پکڑے ہوئے ہوں۔ ان کو بھی تکبیر پڑھنی چاہئے۔ قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کرنا چاہئے۔

گائے، بھینس اونٹ کے حصہ داروں کو ترازو پر تول کر تقسیم کرنا چاہئے تاکہ کسی حصہ دار کو زیادہ نہ چلا جائے۔ البتہ کلہ اور پائے جس حصہ میں ہوں وہاں گوشت کم ہو تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں ایک حصہ خود رکھ لے۔ ایک حصہ دوست احباب اور رشتہ داروں کو دے اور ایک حصہ فقراء اور مساکین میں تقسیم کرے۔

قصاب کے متعلق

قصاب کو گوشت یا کلیجی یا چربی یا کھال مزدوری میں ہرگز نہ دی جائے، بلکہ کھال اتارنے اور ذبح کرنے سے پہلے مزدوری طے کرلے اور اسی وقت ادا کرے۔

قربانی کی کھال

قربانی کی کھال اپنے مصرف میں لانا جائز ہے چاہے اُس کا جائے نماز ڈول یا مشکیزہ بنالے۔ اگر فروخت کرے تو وہی قیمت بعینہٖ فقراء اور مساکین میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔ قربانی کے جانور کو بھوکا پیاسا ذبح نہیں کرنا چاہئے۔ اس کا بچا ہوا چارہ اور دانہ اور رسی تک کو خیرات کرنا چاہئے۔

قربانی کی کھالوں کا صحیح مصرف

یتامیٰ، بیوگان، مساکین یا وہ تعلیمی اور دینی درس گاہیں جن میں دور دراز سے طلباء صرف علم الٰہی حاصل کرنے کی غرض سے آئے ہوئے ہوں۔ اور ان کا کوئی وسیلہ نہ ہو۔ مذکورہ بالا اداروں کے سوا اور کسی رفاہ عام پر قربانی کی قیمت کا صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً کنواں بنوانا ہے مسجد میں نلکہ لگوانا۔ سرائے یا مسجد بنوانا خلاف سنت ہے۔ اسی طرح کسی ادارے کی تنخواہوں پر صدقات واجبہ کا خرچ کرنا درست نہیں ہے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جلسہ

جامع مسجد چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ میں بروز پیر ۱۲ و ۱۳ مئی کی درمیانی شب ۹ بجے امام المتکلمین حضرت مولانا محمد علی جالندھری اپنے مواعظ حسنہ سے حاضرین کو مستفیض فرمائیں گے۔

قسط (۳)

اوّل عشرۂ ذی الحجہ اور قربانی کی فضیلت

(ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ)

حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے سورۂ فجر پارہ نمبر ۳۰ میں وَلَیَالٍ عَشْرٍ (دس راتوں کی قسم) کھائی ہے اور مفسرین حضرات نے ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی دس راتیں یا تاریخیں مراد لی ہیں کیونکہ وہ نہایت فضیلت والی ہیں جیسا کہ احادیث میں بیان کیا گیا ہے ــــ

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں عیدِ قرباں کی فجر بڑا حج ادا ہوتا ہے۔ اور دس راتیں اس سے پہلے ایک صورت تاکید یہ قسم کی یہ ہے کہ مقسم بہ (جس کی قسم کھائی گئی) سے جواب قسم کی توضیح مقصود ہو مقسم بہ کو جواب قسم کی توضیح میں بڑا دخل ہوتا ہے ــ

یہ قسمیں معمولی نہیں۔ نہایت معتبر اور عظیم بالشان ہیں اور عقلمند لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ تاکید کلام کے لئے ان میں ایک خاص عظمت و وقعت پائی جاتی ہے

یکم ذی الحجہ سے نویں تک روزے رکھنا مستحب ہے اور ان کی فضیلت یہ ہے

(۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یَتَعَبَّدَ لَہٗ مِنْ عَشْرِ ذِالْحِجَّۃِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِنْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَقِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ محبوب کوئی دن نہیں ہیں۔ یہ کہ بندہ ان دنوں میں اس کی عبادت کرے اور ایک دن کے روزے کا ثواب سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کو عبادت کے لئے قیام کرنا لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے (روایت کیا اس کو امام ترمذی نے)

(۲) عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمُ عَرَفَۃَ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّکَفِّرَ السَّنَۃَ الَّتِیْ قَبْلَہٗ وَالسَّنَۃَ الَّتِیْ بَعْدَہٗ ــ

ترجمہ! ابی قتادہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کا روزہ ۲ سال یعنی ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بندوں کو آتش سے آزادی دینے کا [عر]فات سے زیادہ کوئی دن نہیں ــــ

(۳) حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا سب دنوں سے بہتر عرفہ کا دن ہے۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شیطان کو عرفہ سے زیادہ کوئی ذلیل اور حقیر کرنے والا نہیں اور نہ زیادہ غصہ دلانے والا دن ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس روز وہ خدا کی رحمت اور گناہوں کی معافی کو دیکھتا ہے۔

عرفہ کے دن نویں ذی الحجہ کو نمازِ فجر سے لیکر تیرھویں ذی الحجہ کی نماز عصر تک روزانہ پانچوں وقت ہر فرض نماز باجماعت کے بعد امام ومقتدی دونوں پر اونچی آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہنا واجب ہے اگر امام بھول جائے تو مقتدی یاد دلائیں مگر عورتیں تکبیر آہستہ کہیں۔

دسویں، گیارھویں اور بارھویں ذی الحجہ قربانی کا وقت ہے۔ جس پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر قربانی بھی واجب ہے اور اگر کوئی غریب جس پر قربانی واجب نہیں ہے قربانی کر دے اس کو بھی بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

جس شخص پر قربانی واجب ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ یکم ذی الحجہ سے لے کر قربانی تک حجامت نہ بنوائے اور جب تک قربانی نہ کرے بال اور ناخن بھی نہ کٹوائے اگر حجامت وغیرہ بنوالی تو مکروہ بھی نہیں۔

قربانی امام الانبیاء حضرت ابراہیمؑ کے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو خدا کے راستہ میں قربان کرنے کی یادگار ہے جو ہر سال خدا کے راستہ میں جانِ عزیز پر آنے والی ہر مصیبت کو برداشت کرنے کی یاد تازہ کرتی ہے۔ اور مقام تقویٰ حاصل ہونے کا وعدہ دلاتی ہے۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان دنوں میں قربانی سے زیادہ اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی عمل پسند نہیں یہ کام سب سے بڑھ کر ہے۔ ذبح کرتے وقت قربانی کے خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے زمین پر پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے۔ قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ملتی ہے سبحان اللہ اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا

آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص قربانی کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عیدگاہ کے قریب ہرگز نہ آئے"

اس کے بعد ایک دولتمند مالدار جس پر کہ قربانی واجب ہے۔ کیا اس سے زیادہ کسی اور عذاب الٰہی کا منتظر ہے جبکہ حضورؐ نے اُسے مسلمانوں کی عیدگاہ میں آنے کی ممانعت فرما دی ہے۔

قربانی کی حقیقت

اصل میں قربانی کی حقیقت تو یہ تھی کہ عاشق خود اپنی جان کو خدا کے حضور میں پیش کرتا مگر خدا تعالےٰ کی رحمت دیکھئے کہ ان کو یہ گوارا نہ ہوا اس لئے حکم دیا کہ تم جانور کو ذبح کرو ہم یہی سمجھیں گے کہ تم نے اپنے آپ کو قربان کر دیا چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو خدا تعالےٰ نے خواب کے ذریعہ بشارت دی کہ آپ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی پیش کریں۔ اب دیکھئے یہ حکم اول تو اولاد کے بارے میں دیا گیا اور اولاد بھی کیسی؟ اور فرزند بھی ناخلف نہیں بلکہ نبی معصوم، اپنے بچّہ کو قربان کرنا بڑا مشکل کام ہے ــ حقیقت میں انسان کو اپنی قربانی پیش کرنا آسان ہے مگر اپنے ہاتھ سے اپنی اولاد کو ذبح کرنا بڑا سخت مشکل ہے مگر حکمِ خداوندی تھا۔ اس لئے آپ نے بیٹے کی محبت کو پس پشت ڈالا اور حکمِ خداوندی کے آگے سر جھکایا اور حضرت اسماعیلؑ کو لے کر منیٰ کی قربان گاہ میں تشریف لے آئے اور فرمایا کہ بیٹا! مجھے خدا تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو ذبح کر دوں۔ تو حضرت اسماعیلؑ نے فوراً فرمایا اِفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (پ ۲۳ ع ۷) (جو آپ کو حکم ہوا ہے وہ ضرور کیجئے) اگر میری جان کی اُن کو ضرورت ہے تو ایک جان کیا، ہزاروں جانیں بھی ہوں تو نثار ہیں چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے رسیوں سے ان کے ہاتھ پاؤں باندھے۔ چھری تیز کی، اب بیٹا خوش ہے کہ میں خدا کی راہ میں قربان ہو رہا ہوں، اُدھر باپ خوش ہے کہ میں اپنی قربانی پیش کر رہا ہوں۔ چنانچہ حکم خداوندی کی تعمیل میں اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلائی تو چھری کند ہو گئی اور اُس وقت حکم ہوا

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (پ ۲۳ ع ۷)

ترجمہ! بے شک آپ نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہم نیکوکاروں کو اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں

اب ہم اس کے عوض جنت سے ایک مینڈھا بھیجتے ہیں۔ اور تمہارے بیٹے کی جان کے عوض ایک دوسری جان کی قربانی مقرر کرتے ہیں

چنانچہ اُسی دن سے گائے، مینڈھا، بکری وغیرہ قربانی کے لئے "فدیہ" مقرر ہو گئے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ذبیحہ کا اصل مقصد جان کو پیش کرنا ہے۔ چنانچہ اس سے انسان میں جان سپاری و جان نثاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی اُس کی روح ہے تو یہ روح صدقہ سے کیسے حاصل ہوگی۔ کیونکہ قربانی کی روح تو جان دینا ہے اور صدقہ کی روح مال دینا ــــ

پھر اس عبادت کا صدقہ سے مختلف ہونا اس طرح بھی معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کا کوئی دن متعین نہیں مگر اس کے لئے ایک خاص دن مقرر کیا گیا اور اس کا نام یوم النحر یعنی قربانی کا دن رکھا گیا ــ

جہاں تک قربانی کے مسئلہ کا تعلق ہے تو یہ

سلفاً خلفاً ایسی ہی ہوتی چلی آئی انبیاء کا بھی اور امت کا بھی اس پر اجماع ہے۔ انبیائے بنی اسرائیل میں سب کے یہاں قربانی تھی اور ائمہ کرام کا بھی اس پر اجماع ہے بعض کے خیال میں سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے ـــ

حدیث کا کلام رسول ہونا حدیث سے ثابت ہے تو درحقیقت جو شخص حدیث سے انکار کر رہا ہو بہ ہو شدہ قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے کا بھی منکر ہے کیونکہ قرآن بغیر حدیث کے حجت نہیں ہو سکتا جس طرح کوئی شخص بغیر رسولؐ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اسی طرح کلام اللہ تک بغیر کلامِ رسول کے رسائی ناممکن ہے۔

دوسرا اعتراض کہ ہمیشہ اسی طرح جانوروں کی قربانی کرنے سے جانور ختم ہو جائیں گے۔ سو اول تو یہ خیال ہی غلط ہے کیونکہ روزانہ جو لاکھوں جانور بطور ذبیحہ کے کاٹے جاتے ہیں۔ عید کے دن وہ ذبح نہیں ہوتے اس طرح کوئی معمولی سا فرق پڑے گا جو کسی طرح قابل توجہ نہیں، پھر اُس روز بعض ایسے لوگوں کو بھی گوشت پہنچ جاتا ہے جو سال میں ایک آدھ دفعہ ہی کھا سکتے ہیں، پھر ان کی ساری کھالیں بھی غربا اور مساکین ہی میں تقسیم ہوتی ہیں۔ غرض بہت سارے منافع اس میں حاصل ہوتے ہیں ـــ

حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عمل بقر عید کے دن خدا تعالےٰ کو خون بہانے سے زیادہ عزیز نہیں اور وہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گی اور بے شک قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی جناب الٰہی میں قبول ہو جاتا ہے پس اس قربانی سے اپنا دل خوش کرو

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۝

(پ ۴ ع ۱)

ترجمہ! تم خیر کامل کبھی حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو گے

اور محبوب چیز مال ہوتا ہے۔ مال سے بھی جانور زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ کیونکہ جاندار ہونے کے باعث اُس سے زیادہ محبت ہوتی ہے کیونکہ اگر بے جان چیز ضائع ہو جائے تو آدمی دوسری گھڑ کر بنا سکتا ہے بخلاف جاندار کے اگر فنا ہو گیا تو دوسرا نہیں ملتا۔

جنت حاصل کرنے کی غرض سے ہمیں محبوباتِ نفس کو قربان کرنا لازمی ہے اگر مال خرچ کرنے کا حکم ہو تو مال خرچ کرو، جان دینے کا حکم ہو تو جان نثار کرو، عزت کی ضرورت ہو تو وہ بھی قربان کرو۔ یہی عشق کی پختگی کی علامت ہے (علامہ قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی)

عبادات مالیہ میں سب سے بڑی عبادت قربانی ہے اور عبادات بدنیہ میں سب سے بڑی عبادت نماز ہے۔ اللہ تعالےٰ کے زندہ دل بندوں کو جو لطف نماز میں نصیب ہوتا ہے وہ کسی دوسری عبادت میں نصیب نہیں ہوتا۔ علیٰ ہٰذا القیاس قربانی میں جو ایثار اور اعتماد علی اللہ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی ایک عجیب چیز ہے بشرطیکہ ایمان و اخلاص سے کام لیا جائے

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (پ ۱۷ ع ۱۲)

ترجمہ! اللہ تعالےٰ کے ہاں ان قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے۔ لیکن اللہ کے ہاں اُس تقویٰ کی قدر و قیمت ہے جو اس قربانی کرنے سے تمہارے دل میں پیدا ہوتا ہے ـــ

اگر اس قربانی سے کوئی خاص اثر نہ لیا جائے تو محض جانور کو ذبح کرنا اور گوشت کھا لینا تو کوئی مقصود بالذات چیز نہیں

ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ حصول رضائے الٰہی کے لئے ہر بدنی، مالی، اور وطنی قربانی کے لئے ہر وقت آمادہ اور تیار رہے۔ جب مسلمانانِ عالم ان دو اصولوں پر دل و جان سے عمل کرنے کے لئے امادہ ہو جائیں گے تو پھر امدادِ الٰہی ان کی پشت پناہ ہو گی۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو اس خدا پرست جماعت کے مقابلہ میں آئے گا ذلت و نامرادی اور بربادی کا منہ دیکھے گا

چونکہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین بنیادِ ابراہیمی پر قصر شریعت محمدی تعمیر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس لئے آپ نے بھی اپنی اُمت کو حصولِ رضائے الٰہی کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی تاکہ اُمتِ محمدیہ کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے اور ہر کلمہ گو کا نورِ ایمان ابراہیمی نور سے مشابہ ہو جائے ـــ

شریعت محمدیہ کے ہر حکم میں دین و دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے ادھر خدا تعالےٰ راضی ہو جاتا ہے تو اُدھر دنیا سنور جاتی ہے اُدھر آخرت کی نجات کا سارٹیفکیٹ مل جاتا ہے تو اِدھر دنیا کی ذلتوں سے انسان رہائی پاتا ہے ـــ

حاجی لوگ جو قربانی کرتے ہیں وہ علیحدہ ہے وہ اپنے حج کے شکرانہ میں ہمیشہ یہ ہدیہ مالکِ حقیقی کی درگاہ میں بطور نذر پیش کرتے ہیں۔ بعض لوگ یونہی کہہ دیتے ہیں کہ قربانی کرنے کا حکم صرف حجاج کے لئے ہے یہ بات بالکل غلط ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو آپؐ یہ وعید نہ فرماتے کہ وہ ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہووے۔ کیونکہ آنحضرتؐ ہر سال قربانی کیا کرتے تھے۔ خواہ حج کا موقعہ ملے یا نہ ملے۔ حجاج کے لئے تو نمازِ عید ہی نہیں ہے۔

آداب و سُنن قربانی

سنت ہے کہ قربانی کا جانور جہاں تک ممکن ہو۔ علاوہ بے عیب ہونے کے موٹا تازہ اور قیمتی ہو۔

بوقتِ ذبح جانور کا مُنہ قبلہ کی طرف ہونا افضل ہے ـــ بہتر ہے کہ قربانی ادا کرنے والا خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے ورنہ کم از کم اپنے سامنے ذبح کرائے اور خون کے گرنے کا مشاہدہ کرے ـــ

جانور کو لٹاتے وقت یہ مسنون دعا پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ غربا و یتامیٰ اور دینی طلباء میں کھال کی قیمت صدقہ کر دے

قرآن شریف کا صرف اُردو ترجمہ

(اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ)

جملہ اہل اسلام کی خدمت میں عموماً اور علماء کرام کی خدمت میں خصوصاً عرض ہے کہ قرآن شریف کا صرف اُردو ترجمہ جو روشن چراغ کے نام سے شائع ہوا ہے اس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ من و عن قرآن شریف کا ترجمہ ہے اور مترجم کی نسبت مولانا فتح محمد خاں صاحب جالندھری کی طرف کی گئی ہے یہ تو صحیح ہے کہ مولانا فتح محمد خاں صاحب جالندھری کا ترجمہ فتح الحمید کے نام سے مع عربی متن کے مختلف سائزوں پر چھپ چکا ہے لیکن روشن چراغ نام کا کوئی ترجمہ مولانا فتح محمد خاں صاحب جالندھری کا نہیں ہے اور نہ مولانائے موصوف کی کسی کتاب کا نام روشن چراغ ہے اور نہ کہیں مولانا فتح محمد صاحب کا ترجمہ اس طرح بغیر عربی متن کے خالص اُردو میں چھپا ہے اور یہ روشن چراغ خالص اُردو ہے اور بغیر عربی متن کے چھپا ہے اور اس پر مطبع اور ناشر کا نام بھی نہیں لکھا ہے جو کہ قانوناً جرم ہے اور نہ اس کے اوپر اس کے ملنے کا کوئی پتہ لکھا ہے نیز قرآن کریم کے اندر تغیر و تبدل اور تحریف کا بھی احتمال ہے اور یہ بھی شدید خطرہ ہے کہ رفتہ رفتہ لوگ خالص اُردو پڑھنے کے عادی ہو جائیں گے۔ جس کے سبب مرورِ زمانہ کے بعد عربی متن مٹ جانے کا قوی اندیشہ ہے تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس کی خرید و فروخت قطعی نہ کریں اور علماء کرام کو چاہیئے کہ تا حدِ امکان اس کے انسداد کی کوشش فرمائیں یہ قرآن شریف کو مٹانے کی پہلی سیڑھی ہے۔ ایک مرتبہ لاہور میں ایسا ہوا تھا اس کا علماء کرام کی کوشش سے انسداد ہو گیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ ناشر کا یہ داؤ پاکستان میں نہ چل سکا تو ہندوستان آ کر اُس نے اپنے مقصد کی اشاعت شروع کی ہے اگر علماء کرام یہاں بھی کوشش کریں تو اُس کا انسداد ہو سکتا ہے فقط والسلام

المشتہر (قاری) خدا بخش عفی عنہٗ۔ امام مسجد بنجاراں و مدرس مدرسہ تجوید القرآن محلہ برتھی گنج قصبہ کانٹھ ضلع مرادآباد (یوپی)

قلبِ سلیم

(جناب مولوی محمد شفیع عمرالدین سانگھڑ)

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ سے جو دعائیں مانگتے ہیں ان میں ایک دعا یہ ہے

وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۙ يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۙ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ (الشعراء آیت ۸۷ - ۹۹)

ترجمہ! اور مجھے ذلیل نہ کر جس دن لوگ اٹھائیں جائیں گے جبکہ مال اور اولاد نفع نہیں دے گی۔ مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا۔

قلبِ سلیم کی تشریح

حضرت امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قلب سلیم جو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات پانے کا مستحق ہے۔ وہ ایسا قلب ہے جو ادھر ادھر کی باتوں سے خالی ہو۔ جس نے اپنے آپ کو اپنے رب کے حوالے کر دیا ہو۔ اور اس کے دل میں اللہ تعالےٰ اور اس کے ہر امر اور ہر خبر کے بارے میں کوئی خارشہ باقی نہ رہا ہو ——

وہ دل غیر اللہ اور اس کے امر سے محفوظ ہے اللہ تعالےٰ کے سوا اسکا کوئی ارادہ نہیں۔ اس کا مقصد محض اللہ تعالےٰ ہے۔ باقی شریعت اور اس کے احکام اللہ تعالےٰ کی طرف پہنچنے کے راستے ہیں

ایسے قلب میں اللہ تعالےٰ کی کسی خبر کی تصدیق میں کوئی شبہ حائل نہیں ہو سکتا اور اس کی مطابعت اور رضا جوئی سے اُسے کوئی نفسانی خواہش نہیں روک سکتی اگر کوئی خواہش دل میں آئی تو وسوسہ کی طرح گزر کر چلی جاتی ہے اور اس کے دل میں قرار نہیں پکڑتی۔

جب قلب یہ درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو وہ شرک، بدعت، گمراہی اور باطل سے سالم ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ قلب اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے لئے غیر اللہ کے خوف، طمع اور امید سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی محبت کے باعث وہ غیر اللہ کی محبت سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے خوف کے سبب وہ کسی دوسرے کا خوف نہیں رکھتا۔ اللہ سے طمع اور امید کی وجہ سے اس کے دل سے ماسوی اللہ کی طمع اور امید منقطع ہو جاتی ہے

وہ ہر حال میں اللہ تعالےٰ کے حکم کو مانتا ہے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کرتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کی قضا و قدر کو قبول کر لیتا ہے۔ اس پر نہ تہمت رکھتا ہے نہ ان کے بارے میں جھگڑتا ہے اور نہ ہی تقدیر پر ناراض ہوتا ہے بلکہ عاجزی عبادت الٰہی اور فرمانبرداری کو اپنا شعار بناتا ہے ——

وہ اپنے سب احوال، اقوال، ذوق اور بزرگی کو اسوۂ حسنہ کے سانچہ میں ڈھالتا ہے۔ باہر سے جو چیز بھی اُسے ملے اگر وہ اُسے سنت مطہرہ کے مطابق پاتا ہے تو بسر و چشم قبول کر لیتا ہے ورنہ رد کر دیتا ہے اگر سنت کے موافق یا مخالف ہونے کا حال کھلی طرح معلوم نہیں ہوتا تو توقف کرتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ صحیح حقیقت کا انکشاف ہو جائے

وہ اللہ تعالےٰ کے دوستوں کے ساتھ جو دین برحق کی حفاظت کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو قائم کرتے ہیں دوستی رکھتا ہے نیز جو لوگ اس کی کتاب اور اسوۂ حسنہ سے دور ہیں اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے برعکس دعوت دیتے ہیں وہ ان کو دشمن سمجھتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانی رح کا فرمودہ بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں: یعنی چنگا بے روگ دل جو کفر، نفاق اور فاسد عقیدوں سے پاک ہوگا وہی وہاں کام دے گا نرے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے۔ اگر کافر چاہے کہ قیامت میں مال و اولاد فدیہ دے کر جان چھڑا لے تو ممکن نہیں یہاں صدقات و خیرات اور نیک اولاد سے کچھ نفع کی توقع اسی وقت ہے جو اپنا دل کفر کی پلیدی سے پاک ہو۔

مریض دل کافر کا بُرا انجام

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝ (آل عمران آیت ۹۱)

ترجمہ! بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور کفر کی حالت میں مر گئے تو کسی ایسے سے زمین بھر کر سونا بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ اس قدر سونا بدلے میں دے دے۔ ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا

کافر اور مشرک ساری دنیا کے خزانے دے کر عذاب سے نہیں چھوٹ سکتا

وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ (یونس آیت ۵۴)

ترجمہ! اور اگر ہر ایک نافرمان کے پاس روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں البتہ اپنے بدلہ میں دے ڈالے اور جب وہ عذاب دیکھیں گے تو دل میں نادم ہوں گے اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ ہوگا ——

دو فرقے

مگر انسان دو فرقوں میں بٹ جاتے ہیں ایک وہ جو قلب سلیم رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتے ہیں ان کے لئے آخرت میں بھلائی ہے

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ (الرعد آیت ۱۸)

ترجمہ! جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا ان کے واسطے بھلائی ہے

دوسرا وہ فرقہ جن کا دل مریض ہے اور کفر و شرک اور نفاق کی گندگیوں سے بھرا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر نہیں چلتے ان کا انجام برا ہے

وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ (الرعد آیت ۱۸)

ترجمہ:- اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا۔ اگر ان کے پاس سارا ہو جو کچھ زمین میں ہے اور اس کے ساتھ اتنا اور ہو —— تو سب جرمانہ میں دینا قبول کریں گے۔ ان لوگوں کے لئے برا حساب ہے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

مجرم کی تمنا

قیامت کے دن مجرم چاہے گا کہ اس کی نجات ہو۔ مگر نجات کا ذریعہ تو قلب سلیم اور اعمال صالحہ ہیں یہ چیزیں اسے حاصل نہیں۔ نیز وہ چاہے گا کہ ساری چیزیں (زن و فرزند خویش و اقارب) فدیہ میں دے دے اور اُس کو عذاب سے نجات حاصل ہو جائے۔ مگر یہ ممکن نہیں

(۲) يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۙ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۙ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۙ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ ۙ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ۝ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ۙ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ۝ (المعارج آیت ۱۱ و ۱۸)

ترجمہ! مجرم چاہے گا کہ کاش اُس کے عذاب کے بدلہ میں اپنے بیٹوں کو دے دے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو اور اپنے اس کنبہ کو جو اُسے پناہ دیتا تھا۔ اور ان سب کو جو زمین میں ہیں۔ پھر اپنے آپ

کو بچالے ۔ ہرگز نہیں ۔ بے شک وہ تو ایک آگ ہے
کھالوں کو اُتارنے والی ۔ اس کو بلائے گی جس نے پیٹھ پھیری
اور منہ موڑا اور مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا

عبرت

کا مقام ہے کہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے گنہگار سب کچھ فدیہ کے طور پر دینے کے لئے تیار ہو جائے گا ۔ مگر دنیا میں مال کا دلدادہ بنا رہا ۔ مال دھن سمیٹنے میں شرعی حدود سے تجاوز کر گیا ۔ حلال و حرام کی پرواہ نہ کی ۔۔۔

نیز اسے خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا ۔ فریضہ زکوٰۃ تک ادا نہ کی ، دوسرے حقداروں کے حقوق ادا نہ کئے ۔ اب موقعہ گنوا کر سب کچھ دینے کے لئے تیار ہے ۔ مگر یہ تمنا بے سود ہے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری غفلت کے پردے چاک کرنے کے لئے کیا ہی موزون بات فرمائی ہے ۔۔۔

یا ابن آدم سمعت وعید اللہ ثم
اوعیت الدنیا (ابن کثیر)

ترجمہ : اے ابن آدم ! تو نے اللہ تعالیٰ کی وعید سن لی ۔ پھر بھی تو دنیاوی مال جمع کر رہا ہے ۔

(۳) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی
الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ
مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ (المائدہ آیت ۳۶)

ترجمہ : جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور اس کے ساتھ اتنی اور ہوں تاکہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے بدلہ میں دے دیں تو بھی اُن سے قبول نہ ہوگا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا اثر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلب سلیم عطا فرمایا تھا ۔ جو بقول حضرت شاہ صاحبؒ گمراہی اور عیب سے پاک تھا ۔۔۔

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ۘ اِذْ
جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ○

ترجمہ : بے شک اسی کے طریق پر چلنے والوں میں ابراہیم تھا ۔ جبکہ وہ پاک دل سے اپنے رب کی طرف رجوع ہوا ۔۔۔

یعنی

(۱) انبیاء علیہم السلام اصول دین میں سب ایک راہ پر ہیں ۔ اور ہر پچھلا پہلے کی تصدیق و تائید کرتا ہے اسی لئے ابراہیمؑ کو نوحؑ کے گروہ سے فرمایا ۔ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ (مومنون رکوع ۳)

(۲) دلقلب سلیم یعنی ہر قسم کے اعتقادی و اخلاقی روگ سے دل کو پاک کرکے اور دنیوی خرخشوں سے آزاد ہو کر انکسار و تواضع کے ساتھ اپنے رب کی طرف جھک پڑا اور اپنی قوم کو بھی بُت پرستی سے باز رہنے کی نصیحت کی
آپ کی چند خصوصیات جو قلب سلیم کی نشاندہی کرتی ہیں ۔ ملاحظہ فرمائیں

(۱) خالص توحید کی تعلیم دینا

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۚ
اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ ○
(والصّٰفّٰت ۔ آیت ۸۵ ، ۸۶)

ترجمہ : جب کہ اُس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو کیا تم جھوٹے معبودوں کو اللہ کے سوا چاہتے ہو ۔

(۲) قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۙ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ
وَمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (والصّٰفّٰت آیت ۹۵ ۔ ۹۶)

ترجمہ : کہا کیا تم پوجتے ہو جنہیں تم خود تراشتے ہو ۔ حالانکہ اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا ۔ اور جو تم بناتے ہو

(۲) آگ میں جلا ڈالنے کی تجویز اور اس کی ناکامی

بت پرست قوم نے خود تراشیدہ بتوں کی پوجا کو چھوڑ کر توحید کا دامن نہ پکڑا ۔ بلکہ الٹا آپ کو ختم کرنے کی ٹھان لی تاکہ قوم بتوں کی پوجا پر ڈٹی رہے اور توحید پرست نہ بن جائے ۔ آپ کو آگ میں جھونک دیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے گلزار بنا دیا

(۱) قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ
فَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ ○
(والصّٰفّٰت آیت ۹۷ ، ۹۸)

ترجمہ : انہوں نے کہا اس کے لئے ایک مکان بناؤ پھر اس کو آگ میں ڈال دو ۔ پس انہوں نے اس سے داؤ کرنے کا ارادہ کیا سو ہم نے انہیں ذلیل کر دیا ۔

(۲) قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی
اِبْرٰهِیْمَ ۙ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ
الْاَخْسَرِیْنَ ○ (الانبیاء آیت ۶۹ ۔ ۷۰)

ترجمہ : ہم نے کہا اے آگ ابراہیم پر سرد اور راحت ہو جا ۔ اور انہوں نے اُس کی برائی چاہی سو ہم نے انہیں ناکام کر دیا

(۳) ہجرت فرمانا

باپ کی بے جا سختی اور قوم سے مایوسی کے عالم میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے شام کی طرف ہجرت فرمائی ۔ وطن چھوڑا ، خویش و اقارب چھوڑے مگر دین کی خاطر ان باتوں کی پرواہ نہ کی

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ○
(والصّٰفّٰت آیت ۹۹)

ترجمہ : اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے راہ بتائے گا ۔

(۴) لخت جگر کی قربانی کا حکم

آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ انہیں نیک اور صالح فرزند عطا ہو

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○
(والصّٰفّٰت آیت ۱۰۰)

ترجمہ : اے میرے رب مجھے صالح لڑکا عطا کر
اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرف قبولیت بخشا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسا فرزند سعید عطا فرمایا ۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ○ (والصّٰفّٰت آیت ۱۰۱)

ترجمہ : پس ہم نے اُسے ایک لڑکے حلم والے کی خوشخبری دی ۔۔۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے ۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں ۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں ۔ آپ بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی قربان ہونے کو تیار ہو گئے ۔

فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ۚ
(والصّٰفّٰت آیت ۱۰۳)

ترجمہ : پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اُسے پیشانی کے بل ڈال دیا ۔۔۔

اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ج ترجمہ : اے ابراہیم تو نے خواب سچا کر دکھایا ۔۔۔

یہ ایک آزمائش تھی جس میں آپ کامیاب نکلے
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ○ (والصّٰفّٰت آیت ۱۰۶)

ترجمہ : البتہ یہ صریح آزمائش ہے
مقصود بیٹے کا ذبح کرانا نہ تھا ۔ بلکہ باپ بیٹے دونوں کا امتحان مقصود تھا

اسی لئے

وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ○ (والصّٰفّٰت آیت ۱۰۷)

ترجمہ : ۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا

یعنی

بڑے درجے کا بہشت سے آیا ایک دنبہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری چلائی زور سے ۔ اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا ۔ جبریلؑ نے بیٹے کو سرکا دیا ایک دنبہ رکھ دیا آنکھیں کھولیں تو دنبہ ذبح پڑا تھا ۔
(موضح القرآن)

اس واقعہ کی یادگار کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے قربانی کی رسم مقرر فرما دی

وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۖ
(والصّٰفّٰت آیت ۱۰۸)

ترجمہ : اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات اُن کے لئے رہنے دی ۔

لہٰذا

ہر سال ۱۰ ذوالحجہ کو ہماری قربانیاں اسی واقعہ کی یاد تازہ کرتی ہیں اور ہمیں اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کو بسرو چشم قبول کرنے کی تعلیم دیتی ہیں۔

(۵) بیتُ اللہ شریف کی تعمیر کرنا

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ○ (الحج آیت ۲۵)

ترجمہ! اور جب ہم نے ابراہیمؑ کے لئے کعبہ کی کی جگہ معین کردی کہ میرے ساتھ کسی ...... کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھ

حاشیہ حضرت مولانا عثمانی رح

کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ پہلے بزرگ تھی۔ پھر مدتوں کے بعد نشان نہ رہا تھا — حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا کہ بیت اللہ تعمیر کرو ..... اس معظم جگہ کا نشان دکھلایا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ تعمیر کیا —

(تنبیہ) "مسجد حرام" کا ذکر پہلے آیا تھا اس کی مناسبت سے کعبہ کی بناء کا حال اور اس کے متعلق بعض احکام دور تک بیان کئے گئے ہیں —

(وَإِذْ بَوَّأْنَا) یعنی اس گھر کی بنیاد خالص توحید پر رکھو۔ کوئی شخص یہاں آکر اللہ کی عبادت کے سوا مشرکانہ رسوم بجا نہ لائے کفار مکہ نے اس پر ایسا عمل کیا کہ وہاں تین سو ساٹھ بُت لاکر کھڑے کر دیئے۔ العیاذ باللہ جن کی گندگی سے ہمیشہ کے لئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے گھر کو پاک کیا۔ فللہ الحمد والمنۃ

(۶) اعلیٰ درجہ کے فرماں بردار

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ○ (البقرہ آیت ۱۳۱)

ترجمہ! جب اُسے اُس کے رب نے کہا کہ فرمانبردار ہو جا تو کہا کہ میں جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار ہوں —

"یعنی"

اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو حکم آپ کو ملتا آپ فوراً مان لیتے۔ بقول حضرت مولانا شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ " ابراہیم علیہ السلام تو اللہ تعالےٰ کے اعلےٰ درجہ کے فرمانبردار تھے — "

(۷) اپنے لختِ جگر اور اس کی والدہ کو چٹیل میدان میں چھوڑنا

رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ (ابراہیم آیت ۳۷)

ترجمہ:۔ اے رب میرے میں نے اپنی کچھ اولاد ایسے میدان میں بسائی ہے۔ جہاں کھیتی نہیں، تیرے عزت والے گھر کے پاس۔ اے رب ہمارے تاکہ نماز کو قائم رکھیں پھر کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں اور انہیں میووں کی روزی دے تاکہ وہ شکر کریں۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ

یعنی اسماعیل علیہ السلام کو۔ دوسری اولاد حضرت اسحٰق وغیرہ "شام میں تھے —

خدا تعالےٰ کے حکم سے آپ حضرت اسماعیلؑ کو بحالت شیر خوارگی اور ان کی والدہ ہاجرہ کو یہاں چٹیل میدان میں چھوڑ کر چلے گئے تھے بعدہٗ قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں پہنچے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت اسماعیلؑ کی تشنگی اور ہاجرہ کی بیتابی کو دیکھ کر فرشتے کے ذریعہ وہاں "زمزم" کا چشمہ جاری کر دیا۔ جرہم کے خانہ بدوش لوگ پانی دیکھ کر اُتر پڑے اور ہاجرہ کی اجازت سے وہیں بسنے لگے اسماعیل علیہ السلام جب بڑے ہوئے تو اُسی قبیلہ میں ان کی شادی ہوئی۔ اسی طرح جہاں آج مکہ ہے ایک بستی آباد ہوگئی۔ حضرت ابراہیمؑ گاہ بگاہ ملک شام سے تشریف لایا کرتے تھے اور اس شہر اور شہر کے باشندوں کے لئے دعا فرماتے کہ خداوندا میں نے اپنی ایک اولاد کو اس بنجر اور چٹیل آبادی میں تیرے حکم سے تیرے معظم و محترم گھر کے پاس لاکر بسایا ہے تاکہ یہ اور اس کی نسل تیرا اور تیرے گھر کا حق ادا کریں۔ اور تو اپنے فضل سے کچھ لوگوں کے دل ادھر متوجہ کر دے کہ وہ یہاں آئیں۔ جس سے تیری عبادت ہو اور شہر کی رونق بڑھے۔ نیز ان کی روزی اور دلجمعی کے لئے غیب سے ایسا سامان فرما دے کہ غلہ اور پانی جو ضروریات زندگی میں ان سے گزر کر عمدہ میوے اور پھلوں کو یہاں افراط ہو جائے تاکہ یہ لوگ اطمینان قلب کے ساتھ تیری عبادت اور شکر گزاری میں لگے رہیں۔ حق تعالےٰ نے سب دعائیں قبول فرمائیں آج تک ہر سال ہزاروں لاکھوں آدمی مشرق و مغرب سے کھنچ کھنچ کر وہاں جاتے ہیں اعلےٰ قسم کے میوے اور پھلوں کی مکہ میں وہ افراط ہے۔ جو شاید دنیا کے کسی حصہ میں نہ ہو حالانکہ خود مکہ میں ایک بھی ثمردار درخت موجود نہ ہوگا — بعض سلف سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے دعا میں .... أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ (کچھ آدمیوں کے دل) کہا تھا ورنہ سارا جہاں ٹوٹ پڑتا۔"

(۸) آزمائش میں کامیاب ہونا

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ (البقرہ آیت ۱۲۴)

ترجمہ:۔ اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو اُس نے انہیں پورا کر دیا

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابراہیمؑ سے اللہ تعالےٰ نے چار امتحان لئے جن میں وہ کامیاب ہوئے اور امامت و پیشوائی کا عہدہ ملا ——

پہلا امتحان جذبۂ توحید کی پاداش میں آگ میں ڈالے گئے ——

دوسرا اسی پاک جذبہ کے باعث دیار اور اعزہ کو خیر باد کہنا پڑا ——

تیسرا۔ شیر خوار بچہ اور عصمت پناہ بیوی کو اعتماد علی اللہ پر بیابان میں چھوڑا۔ اور نشر و اشاعت دین کے لئے تشریف لے گئے

چوتھا اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے —"

(۹) اللہ کا عہد حق، پورا کیا

وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ (النجم آیت ۳۷)

ترجمہ:۔ اور ابراہیمؑ جس نے اپنا عہد پورا کیا۔

(۱۰) حنیف اور اللہ کے فرمانبردار تھے

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ○ (النحل آیت ۱۲۰-۱۲۲)

ترجمہ! بے شک ابراہیمؑ ایک پوری امت تھا۔ اللہ کا فرمانبردار اور تمام راہوں سے ہٹا ہوا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا اسے اللہ نے چن لیا اور اسے سیدھی راہ پر چلایا اور ہم نے اسے دنیا میں بھی خوبی دی تھی۔ اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہوگا

ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ج (الممتحنہ آیت ۴)

ترجمہ! بے شک تمہارے لئے ابراہیمؑ میں اچھا نمونہ ہے اور ان لوگوں میں جو اس کے ہمراہ تھے —

ہمیں چاہیئے کہ اپنی زندگی اس اسوۂ حسنہ کے مطابق بسر کر کے ہر دوسرا کی سرخروئی حاصل کریں اور اس جہان سے قلب سلیم لے کر رخصت ہوں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ○ ——

قسط (۵)

روحانی امراض کا ہسپتال

(از محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ)

شعراء اور ادباء کی مجلس گرم ہے چشم و آبرو، جام و سبو اور شاہد و عشق کا ذکر کر کے داد لی اور دی جا رہی ہے۔ ترنم ریزیاں ہو رہی ہیں اور واہ واہ کا غل مچ رہا ہے

ایک شاعر:- صحن کعبہ نہ سہی کوئے صنم خانہ سہی
خانہ اُجڑا نی ہے تو پھر کوئی بھی ویرانہ سہی
حُسن سے ہو جس کو نسبت وہ جنوں کیا کم ہے
دونوں عالم نہ سہی اک دل دیوانہ سہی
تشنہ لب کیوں ہاتھ پہ یوں ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں
کچھ نہیں تو شکستِ خُم و خُم خانہ سہی

دوسرا شاعر:- ملی ہیں جب سے نگاہیں یہ عجیب عالم ہے
ادھر بھی چین نہیں بے قرار ہیں ہم بھی

تیسرا شاعر:- ہو چمن تجھے مبارک کہ بہار پھر سے آئی
مرا لٹ گیا نشیمن دہائی ہے دُہائی

چوتھا شاعر:- جب تک نظر میں تیری جوانی ہے ساقیا
رہتے ہیں میرے سامنے ساغر بھرے ہوئے

حاضرین میں صوفی بشیر بھی ہے جو ایک دم بیزار ہو کر مائیک کے قریب چلا جاتا ہے اور یوں خطاب کرتا ہے

صوفی بشیر:- حضرات! آپ کی شاعری اور ادب محض تضیع اوقات کا مشغلہ ہے۔ آخر ان فضول باتوں سے آپ کو کیا حاصل ہوتا ہے۔ میری نظر سے بھی چند اشعار گزرے ہیں جو سناتا ہوں ان کو سن کر آپ غور فرماویں کہ آپ کی شاعری اور اس شاعری میں کتنا فرق ہے۔

آوازیں:- ذرا ترنم سے

صوفی بشیر:- تحت اللفظ ہی عرض کر سکوں گا۔ سنیئے:- ؎

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس اُن کی!
الٰہی کیا چھُپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو
یدِ بیضا لئے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں
ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں
کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمنِ دل کو
کہ خورشیدِ قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں
محبت کے لئے دل ڈھونڈھ کوئی ٹوٹنے والا
یہ وہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں

ایک شاعر:- صوفی جی! آپ تو اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والے معلوم ہوتے ہیں

دوسرا شاعر:- اگر کوئی فارسی کے اشعار بھی ارشاد فرما سکتے ہوں تو ارشاد فرمایئے۔

صوفی بشیر:- لیجئے سُنئے:-

؎ شبے پیشِ خدا بگریستم زار
مسلماناں چرا زار و خوار شدٗ؟
ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم
دِلے دارند و محبوبے ندارند

تیسرا شاعر:- صوفی صاحب! جتنے اشعار سنا سکیں سنایئے ہم گوش بر آواز ہیں۔

صوفی بشیر:- ؎ ہیچ اکسیر بتاثیر محبت نہ رسد
کفر آوردم و در عشق تو ایمان کردم

چوتھا شاعر:- ماشاء اللہ۔ مزید فرمایئے

صوفی بشیر:- ؎
قاصدِ غمہاست ایں آہے کہ خیزد از درون
عیشہا دارد نہانی آہ پنہاں داشتن!

پہلا شاعر:- صوفی صاحب! آپ نے بڑی مہربانی کی ہے سلسلہ جاری رکھیئے

صوفی بشیر:- ؎ مٹا دیا مرے ساقی نے عالم من و تو
پلا کے مجھ کو مئے لا الہ الا ھو

دوسرا شاعر:- فرماتے چلیئے

صوفی بشیر:- ؎
حدیث دل کسی درویش بے گلیم سے پوچھ
خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آگاہ

تیسرا شاعر:- خدا گواہ ہے کہ آپ نے تڑپا کے رکھدیا ہے ابھی طبیعت سیر نہیں ہوئی اور کہیئے!

صوفی بشیر:- ؎
فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر فقر ہے شاہوں کا شاہ
علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے عفتِ قلب و نگاہ
علم فقیہہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم
علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ
علم کا موجود / اور فقر کا موجود / اور
اشہد ان لا الہ اشہد ان لا الٰہ

چوتھا شاعر:- خدا خوش رکھے۔ بڑے بلند پایہ اشعار سنا رہے ہیں آپ۔ اور فرمایئے

صوفی بشیر:- ؎
نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں
خرد کھوئی گئی ہے چار سو میں
نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبحگاہی
اماں شاید ملے اللہ ھو میں

تمام شعراء جھوم جھوم جاتے ہیں اور صوفی صاحب سے مزید اشعار کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن صوفی بشیر اپنے اصل مدعا پر آتا ہے اور اخلاص میں ڈوبی ہوئی آواز بلند کرتا ہے

صوفی بشیر:- حضرات! آپ نے صرف جھومنے کے لئے اشعار نہیں سُنے۔ میرا مقصد آپ کو بتانا تھا کہ یہ ذکر بتاں اور مے و خم خانہ کی رٹ محض فضول چیزیں ہیں۔ آپ خدا کا خوف کریں اور اپنی اُخروی زندگی کا سامان کریں۔ میں نے بزرگوں کی صحبت میں دیکھا ہے کہ اک پُرتاثیر نظر سے ذہن میں تغیر بپا کر دیتے ہیں اور دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ اگر آپ کو شوق ہو تو چلیئے اسی وقت ایک مردِ کامل کی خدمت میں۔ یہ وقت اُن کے ارشادات کا ہے اگر فائدہ اُٹھانا ہو تو چلیئے

سب کو صوفی بشیر کی باتوں سے اثر ہوتا ہے اور چل دیتے ہیں ـــــ

قسط (۳)

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ اور خطیبؒ

(رئیس المحققین حضرت مولانا سید امین الحق شیخوپوری کا)

حافظ سخاویؒ کی مراد یہ ہے کہ ائمہ متبوعین امام ابو حنیفہؒ امام مالک امام شافعی امام احمد وغیرہ حضرات کے ایسے کلمات مناظرات اور مباحثات میں اگر آپ کے ثابت ہوں جن کا ظاہر خوبصورت نہیں ہے ۔ معلوم ہوتا ہے ان حضرات کی عظمت کے پیش نظر ان کے اچھے اور موزون مناسب معانی سمجھنے چاہیئے اور ابو الشیخ ابو بکر خطیب ابن عدی بخاری نسائی وغیرہ حضرات نے اگر ان ائمہ متبوعین کے بارے میں کچھ روایات اور حکایات نقل کی ہیں تو ان روایات اور حکایات سے حضرات ائمہ امام ابو حنیفہ امام مالک وغیرہ حضرات پاک ہیں وہ حضرات ائمہ مجتہدین تھے ان کے مقاصد نیک تھے ، ان بزرگوں کی روایات وحکایات ان حضرات ائمہ کے خلاف ناروا الزامات ہیں پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچتے اور ان بزرگوں کے لکھنے کا باور نہ کیا جائے اور ائمہ متبوعین کے خلاف ان بزرگوں کی روایات اور حکایات کی پیروی اور تسلیم کرنے سے احتراز کرنا ضروری ہے ——

اور حافظ محمد ابن یوسف صالحی شافعی عقود الجمان میں لکھتے ہیں خطیب نے امام ابو حنیفہؒ کی قدح میں جس قدر روایات ذکر کی ہیں ان روایات میں اکثر کی اسانید میں کلام کیا گیا ہے اور یا وہ اسانید مجہول ہیں اور کسی ایسے شخص کے لئے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے ہرگز یہ جائز نہیں ہے کہ اس قسم کی روایات کی تائید سے کسی مسلمان کی آبرو میں خلل ڈالدے اور اس میں عیب نکالے اور پھر ائمۃ المسلمین امام ابو حنیفہ کی علمی عظمت اور بلند قدر آبرو پر ایسی روایات کو لے کر حملہ کرنا ہرگز جائز نہیں ہوسکتا امام ابو حنیفہؒ کے غیر ہمعصر حاسدوں نے امام ابو حنیفہ کے احوال کو نہ جانتے ہوئے امام صاحب کی مخالفت میں جو اوراق سیاہ کئے ہیں ان پر التفات نہیں کرنا چاہیئے اور امام صاحب کی جلالت علم اور فوق العادت فضیلت سے کینہ رکھتے ہیں ان کے کہنے پر اعتبار مت کیجئے امام ابو حنیفہ کے عصر میں بہت سے ہمعصروں نے امام صاحب کو بلند وبالا مراتب سے نیچے لانے کی اور اہل عصر کے قلوب کو امام صاحب کی محبت اور عقیدت سے ہٹانے کی کوشش کی ہے لیکن تمام کوششیں ناکام ہوگئیں اور سب کے جادو فیل ہوگئے اور بالآخر امام ابو حنیفہ کے ہمعصروں نے یہاں تک کہا ہے ہم نے جان لیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی یہ عظمت اور بلندی امر سماوی ہے اللہ کا یہ فیصلہ ہے اس میں کسی کے لئے حیلہ نہیں ہے ۔ جس کو رب نے بلند کیا ہے اس کے گرانے میں لوگ بے بس ہیں کسی کو اختیار نہیں ہے (تانیب الخطیب ص۲۴)

امام ابو حنیفہ کے خلاف خطیب کی روایات متقن حافظ نے تحسین نہیں کی ہے بلکہ ان حضرات حفاظ میں جسکو بھی خطیب کی روایات کے پڑھنے اور جانچنے کا اتفاق ہوا ہے ان سب نے خطیب کو اس روش پر بالاتفاق ملامت کیا ہے اور ان روایات پر کڑی تنقید کی ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ ان میں کوئی بھی روایت صحیح نہیں ان کے رواۃ مجروح اور مجاہیل ہیں اور اس قسم کی روایتوں کے بل بوتے پر کسی ادنیٰ مسلمان کی آبرو پر حملہ کرنا جائز نہیں ہوسکتا ہے اور پھر امت محمدیہ میں اس کبیر الفقہ عظیم العلم امام المسلمین اور ائمۃ امت کے مقتدا امام ابو حنیفہ میں ان روایات کی راہ سے عیب نکالنا خطیب کا سراسر ظلم اور ناجائز اقدام ہے ۔ ملت اسلامیہ کے حفاظ امام ابو حنیفہ کے خلاف خطیب کی روش کو ناپسند کرتے ہیں اور خطیب کی علمی روایت کو ثقہ اور پختہ نہیں سمجھتے ہیں اور خطیب کی کی تاریخ میں مذکورہ الزامات سے امام ابو حنیفہؒ کے دامن علم وتقویٰ کو پاک سمجھتے ہیں ۔ اس سے آگے تاریخ خطیب کا حال پڑھیئے کہ آیا وہ صحیح اور محفوظ صورت میں ہم تک پہنچی ہے یا اس میں کچھ اضافات وغیرہ بھی درج ہو چکے ہیں ——

خطیبؒ کی تاریخ

صاحب الفضیلت علامۃ الکبیر محمد زاہد الکوثری کہتے ہیں خطیب کی تاریخ کے چھپوانے والوں میں سے ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہا اگر میں پہلے سے جانتا ہوتا جواب میں نے جان لیا کہ خطیب صاحب تقول اور تحامل میں امام ابو حنیفہ کے خلاف اس حد تک پہنچ گئے ہیں تو میں خطیب کی تاریخ کے چھپوانے میں دوسرے شرکاء کے شریک ہونے کی ہرگز جرأت نہ کرتا میں نے غلطی کر لی اب اس کی تلافی کیسے ہوسکتی ہے میں نے اس کو جواب دیا کہ علیی بن ابی بکر الایوبیؒ کی کتاب جس کا ایک نسخہ استنبول میں محمد اسعد کے کتب خانہ میں ہے اور دوسرا نسخہ دار الکتب مصریہ میں ہے دونوں نسخوں کا مقابلہ کرنے کے بعد کوئی نسخہ اس جلد کے ذیل میں رکھو جس میں امام ابو حنیفہ کے مثالب مذکور ہیں ۔ ملک العلماء ملک معظم الیوبی نے امام صاحب کی طرف سے خطیب کا دفاع کیا ہے۔ اور اس قدر کافی ہے اس صاحب نے اپنے دوسرے شرکاء سے کہا مگر وہ نہ مانے اس لئے کتاب کے رواج کے لئے اس کے رد کا اس کے ساتھ ہونا مضر ہے وہ صاحب دوبارہ میرے پاس آئے اور میں نے کچھ مختصر تعلیقات لکھ کر اس کو دیدیئے اور میں نے ان تعلیقات پر اپنا نام نہیں لکھا، اس لئے کہ تاریخ کے طابع تجارت کے مصالح سے مجبور تھے اور خطیب پر تشدد کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لئے میرے مختصر تالیفات میں موضوع کا حق نہیں ادا ہوا تھا کتاب کے ساتھ میرے تالیفات چھاپ دیئے گئے ۔ مگر تعلیقات کو چھیل دیا تھا بری طرح اُس میں تصرف کیا تھا اور ائمہ سنت کے دشمنوں میں سے کسی جاہل حشوی نے بعض بدعتی رفقاء کی مجبوری سے تالیفات کو ھوٰی کے مطابق بنایا تھا اور اس حشوی نے دار الکتب مصریہ کا نسخہ ہندوستان بھیجا اور اردو ترجمہ کے ساتھ مصر میں کتاب کے چھپنے سے دو سال پہلے چھاپا گیا اور فتنہ اندوز کلمۃ المسلمین میں تفرقہ ڈالنے والے ملحدین نے حنفیوں کو دھمکانے اور مغلوب کرنے کی خواہشمند حشویہ اہلحدیث نے اس نسخہ کے چھاپنے میں مدد کی اور شریک ہوئے اور مجھے اس صاحب نے یہ عجیب بات سنائی کہ جب وہ کبیریلی کے نسخہ سے خطیب کی تاریخ چھاپ رہے تھے تو بعض مستشرقین نے اور ان لوگوں نے جو سلف کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کو پسند کرتے ہیں یہ کہا کہ وہ نسخہ کبریلی کا نسخہ ناقص ہے اور اس کے ناقص ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس میں ابو حنیفہ کے غالب مثالب مذکور نہیں ہیں اس لئے وہ لوگ دار الکتب مصریہ کے نسخہ کے چھاپنے پر مجبور ہو گئے ۔ اگرچہ وہ نسخہ سقیم ہے لیکن اُس میں ابو حنیفہ کے مثالب زیادہ تعداد میں مذکور ہیں کوثریؒ فرماتے ہیں میں نے اس لئے اپنے علم کے مطابق خطیب کے تقول اور تحامل کے رد میں لکھنا چاہا اور امام ابو حنیفہ کے حقوق میں ان میں سے کوئی حق میں میری اس خدمت میں ادا ہو جائے گا اور نیز امام ابو حنیفہ امت کے دو ثلث کے امام ہیں امام صاحب پر خطیب کے تحامل پر سکوت کرنا امت محمدیہ کی اہانت ہے اور امت محمدیہ کی اہانت پر خاموش رہنا حلال نہیں ہے ۔ (تانیب الخطیب ص۱۳)

خطیب کی تاریخ کے متعدد نسخے ہیں

صاحب الفضیلت علامہ کوثریؒ لکھتے ہیں کہ دار الکتب مصریہ میں خطیب کی تاریخ کے دو نسخے ہیں ان میں ایک نسخہ ایسا ہے جو مسموع اور مفرد نہیں ہے اور تصحیفات سے بھرا پڑا ہے اور ہندوستان میں اسی نسخہ سے خطیب کی تاریخ کی تیرھویں جلد لکھی گئی اور چھاپی گئی اور دوسرا خطیب کی تاریخ کا دوسرا نسخہ کبریلی کے نام سے دار الکتب مصریہ میں محفوظ ہے اور کبریلی کے نسخہ میں سابق نسخہ کے بیس اوراق جو ص۳۷۷ سے لے کر آخری ترجمہ تک ہیں اور جن میں امام ابو حنیفہؒ کے مثالب مذکور ہیں موجود نہیں ہیں کبریلی کا نسخہ ان بیس اوراق میں مثالب کے ذکر سے خالی ہے اور میں نے چھاپنے والوں کو کبریلی کے نسخہ کے چھاپنے کی ہدایت اور وصیت کی تھی اور ان کو کہا تھا کہ کبریلی کے نسخہ کے علاوہ جو نسخہ ہے وہ سقیم ہے اور اس میں ایسی زیادات ہیں جو سب کے سب ستائم اور سباب ہیں اہل علم ان سے

بیزار ہوتے ہیں۔ اس نسخہ سے ہم مطمئن نہیں ہیں اور اس کو نشر کرنا نہیں چاہتے لیکن میری رائے پر چھاپنے والوں نے عمل نہیں کیا اور متسلفین اور ان کے بڑوں کی طرف سے پے در پے اصرار پر چھاپنے والوں نے اس قبیح نسخہ سے خطیب کی تاریخ کو چھاپا۔ ازہر میں اس کے خلاف احتجاج کیا گیا اور حکومت نے چھاپنے والوں کو مجبور کر دیا کہ وہ خطیب کی تاریخ کے اس حصہ کو جس میں امام ابوحنیفہ کا ترجمہ ہے اس طرح دوبارہ چھاپ دے کہ اس کے ساتھ خطیب کے منقولات کا رد بھی مذکور ہو۔ اس وقت چھاپنے والوں نے میری رائے کے چھوڑنے پر اظہار ندامت کیا (تانیب الخطیب ص۵۲)

علامہ کے اس بیان سے خطیب کی تاریخ کے نسخوں کے تعدد کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ خطیب کی تاریخ کا (ایک نسخہ بھی) دارالکتب مصریہ میں محفوظ ہے جس میں امام ابوحنیفہؒ کے وہ مثالب کو نہیں ہیں جو دوسرے نسخہ کے بیس اوراق میں ۳۲۷ سے آخری ترجمہ تک ذکر کئے گئے ہیں اور چھاپنے والوں نے اس نسخہ کو اس لئے نہیں چھاپا کہ اس کے چھاپنے میں وہ بدطینت اور بدمزاج امام ابوحنیفہؒ کی مخالفت کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہ سمجھ رہے تھے کہ خطیب کی تاریخ کے نام سے امام ابوحنیفہؒ کے مثالب کو منظر عام پر لانا حنفیوں کے دھمکانے کا اور امام ابوحنیفہؒ کو الزامات کے نشانہ بنانے کا اچھا موقعہ ہے امام ابوحنیفہ کے معاندین کے اس شرمناک اقدام پر ازہر میں مؤثر احتجاج کیا گیا اور حکومت کی مداخلت پر مثالب کے ذکر کے ساتھ ان کے رد اور جوابات کے چھاپنے سے امام ابوحنیفہؒ کے خلاف زیادتیوں کی تلافی کی گئی ہے۔

کبریلی کے نسخہ کے علاوہ دوسرا نسخہ خطیب کا لکھا ہوا نہیں ہے

دارالکتب مصریہ میں کبریلی کے نسخہ کے علاوہ خطیب کی تاریخ کے دوسرے نسخہ کے بارہ میں اہل علم نے کلام کیا ہے۔ چنانچہ علامہ کوثریؒ لکھتے ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے اور دلائل سے ثابت ہے کہ خطیب کی تاریخ میں لوگوں نے قلم مارا ہے۔ حافظ ابوالفضل محمد ابن طاہر المقدسی نے احمد ابن حسن معروف بابن الخیرون میں کلام کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خطیب نے اپنی وفات کے وقت ابن الخیرون کو وصیت کی تھی خطیب نے اپنی کتابیں اس کے سپرد کر دی تھیں۔ ابن الخیرون کے گھر میں آگ لگی اور دوسری کتابوں کے ساتھ خطیب کی تاریخ بغداد کا نسخہ بھی اس میں جل گیا تھا۔ خطیبؒ کی تاریخ کا نسخہ جو لوگ نقل کرتے ہیں۔ وہ خطیب کے خط سے نہیں ہے بلکہ یہ وہ نسخہ ہے جس کو ابن الخیرون نے لکھا ہے اور ابن الخیرون کے نسخہ میں لوگوں نے ایسی روایات کو بڑھا دیا جن کو انہوں نے خطیب سے سنا تھا اور کہا کہ اس نسخہ میں اضافات کو ابن الخیرون نے بڑھایا ہے۔ اس لئے ابوالفضل مقدسی نے ابن الخیرون کو ہر برائی کا نشانہ بنایا ہے۔ میزان الاعتدال میں حافظ شمس الدین ذہبیؒ ابن جوزیؒ سے یہ نقل کرتے ہیں۔ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے مشائخ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ خطیب نے ابن الخیرون کو اپنی تاریخ میں کچھ اوراق بڑھانے کی وصیت کی تھی اور خطیب اس کو پسند نہیں کرتے تھے کہ خطیب کی طرف سے خطیب کے نام سے خطیب کی زندگی میں وہ اوراق ظاہر کئے جائیں۔ اس بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خطیب کی تاریخ میں ضرور زیادتی کی گئی ہے۔ خواہ وہ زیادتی ابن الخیرون نے اپنی طرف سے کی ہے یا خطیب کی وصیت سے زیادتی کی ہے یا دوسرے لوگوں نے ابن الخیرون کے نسخہ سے نقل لیتے ہوئے زیادتی کی ہو اگر خطیب کی وصیت سے ابن الخیرون نے تاریخ کے نسخہ میں زیادتی کی ہے تو اس کا بوجھ خود خطیب پر ہے لیکن ان اضافات کا ظاہر ہونا خطیب اپنی زندگی میں پسند نہیں کرتے تھے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ اضافات ناپسندیدہ تھے اہل علم کے باور کرنے کے قابل نہیں تھے اور اگر وہ اضافات ابن الخیرون نے از خود کئے ہیں تو ابن الخیرون مقبول الروایت کے مقام سے نیچے گرتے ہیں اور غریب بات یہ ہے کہ خطیب کی تاریخ میں امام ابوحنیفہ کے متعلق مثالب شنیعہ کی اشاعت اس وقت ہوتی ہے جبکہ ملک معظم عیسیٰ ابن ابی بکر الایوبی نے خطیب کے رد میں السہم المصیب فی کبد الخطیب نامی کتاب لکھی خطیبؒ کی وفات ۴۶۳ھ میں ہوئی ہے اور ایوبی کی وفات ۶۲۴ھ میں ہوئی ہے اور آپ نے ۶۲۱ھ میں خطیب کے رد میں ۱۵۸ سال بعد کتاب لکھی ہے) اور یہ خطیب کے رد میں سب سے پہلی کتاب ہے۔ اس کے معنی یہ ہے کہ عیسیٰ ایوبی کے زمانہ تک خطیب کی تاریخ میں مذکورہ مثالب مشہور نہیں ہوئے تھے ورنہ اس کے رد میں علماء اس قدر تاخیر نہ کرتے جیسا عبدالقاہر بغدادی ابن جوینی اور ابی حامد طوسی کے رد میں علماء نے جلدی جواب لکھا تھا اور سبط ابن جوزیؒ نے بھی عیسیٰ ایوبی کے زمانہ میں خطیب کے رد میں ... الانتصار لامام ائمۃ الامصار نامی کتاب لکھی ہے (تانیب الخطیب ص۳)

خطیبؒ کے رد میں اس قدر تاخیر سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خطیب کی تاریخ میں مذکورہ مثالب ابھی تک راز میں تھے۔ اور اس امتداد سے ابن الخیرون نے یا دوسرے لوگوں نے ابن الخیرون کے نسخہ میں خطیب کی تاریخ میں اپنے اضافات پر اس قدر امتداد زمانہ کا حجاب ڈالنا چاہا تھا۔ یا خود خطیب نے ان بے بنیاد اور بے سروپا روایات کو اپنے قریب کے زمانہ میں اہل علم سے چھپانا چاہا ہے۔ غرض یہ کہ خطیب کی تاریخ میں مذکورہ مثالب کو خطیب کے نام منسوب کرنے میں کسی پہلو سے بھی شبہ سے خالی نہیں ہے اور یقین نہیں ہوتا کہ خطیب جیسے کبیر العلم مؤرخ نے امام ابوحنیفہؒ کے مثالب میں ناقابل تسلیم روایات کی تائید سے اپنی تاریخ کے اوراق کو سیاہ کرنا پسند کیا ہے۔ اس لئے خطیب کی تاریخ کی بعض روایات کا اس موقعہ پر ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ یہ واضح ہے کہ اس قسم کے مفتریات کو خطیب کی تاریخ میں خطیب کی طرف سے مذکور ہونا خطیب کے علم اور دیانت کی بڑی بدنامی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے مثالب میں خطیبؒ کی تاریخ کی روایات

خطیبؒ صاحب نے امام صاحب کے مثالب میں جس قسم کی روایات کو ذکر کیا ان کا ذکر نہ کرنا خطیبؒ کی تاریخ کے لئے بدرجہا بہتر تھا اور خطیب کی شان اس میں تھی کہ اس کی تاریخ ان روایات سے خالی رہتی میں سمجھتا ہوں کہ ان روایات نے خطیب کی تاریخ کو پستی میں لا کر ندامت کے گڑھے میں ڈال دیا اور خطیبؒ صاحب کو شدت تعصب اور بے راہ روی کی مہر لگا دی ہے۔

خطیب کی تاریخ کی بے بنیاد روایتوں کی چند مثالیں اس لئے یہاں لکھ دیتا ہوں۔ کہ خطیب صاحب نے جس قسم کی روایات کے زعم میں ایسے سنگین الزامات امام المسلمین امام ابوحنیفہؒ پر عائد کئے ہیں کسی عالم کے انصاف اور دیانت کا تقاضا نہیں ہو سکتا ہے کہ ایسے لچر و پوچ روایات کے بل بوتے پر کسی ادنیٰ مسلمان کو بھی ایسے سنگین الزامات کا طعن کرے چہ جائیکہ خطیب صاحب امت محمدیہ کے دو ثلث کے امام اعظم ابوحنیفہ کو ان روایات کی آڑ میں مجرم گردانتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ پہلی مثال خطیب صاحب اپنی تاریخ کے ص۳۸۰ ج۱۳ پر ابن مبارک اور ابو یوسف کی زبان سے یہ روایت کرتے ہیں ابن مبارک فرماتے ہیں۔ ابوحنیفہ میں ارجاء کی بدعت ہے اور ابو یوسف فرماتے ہیں ابوحنیفہ مرجئ اور جہمی تھے۔ علامہ کوثریؒ ان روایات کے رواۃ پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں ابن مبارک سے مذکورہ روایت کے رواۃ میں دوسرا راوی ابن جعفر ہے اور ابن جعفر مشہور دروغ فروش ہے۔ جس نے بھی اس سے جس قسم کا جھوٹ بلوانا چاہا بلوا لیا ہے ابن جعفر ایک روپیہ کے بدلہ میں بھی کسی ایسے صاحب کے نام سے روایت گھڑ لیا کرتا تھا جس سے وہ کبھی نہیں ملا تھا اور ابن جعفر اس روایت کو یعقوب ابن سفیان سے لیتے ہیں یعقوب اور دوری سے خصوصیت کے ساتھ ابن جعفر کی روایات منکر ہوتی ہیں ابن جعفر میں۔ برقانی اور حافظ رکانی کی مذمت مشہور ہے۔ تانیب الخطیب ص۲۶ و ۳۹

(باقی)

پھر بلند اُٹھ کر جہاں میں پرچمِ توحید کر

(سید فصاحت حسین فصیح ہاشمی)

دے رہی ہے یہ فضاؤں میں صدا روحِ خلیل | اے مسلماں اے پرستارِ خداوندِ جلیل
گونج رہے ہیں دہر میں پھر سے بتانِ بے دلیل | خوابِ غفلت سے ذرا بیدار ہو مردِ عقیل

بتکدوں میں تجھ پہ طعنہ زن ہیں کیوں لات وہُبل | پڑ گیا ہے کس لئے ایمان میں تیرے خلل
بت شکن بن لے کے پھر نامِ خدائے عزّ وجل | گونج اُٹھیں پھر تری تکبیر سے دشت و جبل

پھر خدارا خوابِ غفلت سے ذرا بیدار ہو | گردنِ کفّار پر چلتی ہوئی تلوار ہو
ثانیِ طارقؒ ہو مثلِ خالدؓ جرّار ہو | کفر کے سیلِ رواں سے برسرِ پیکار ہو

پھر جہاں والوں کو پیغامِ خلیل اللہؑ دے | اور سبق ایثار کا مثلِ ذبیح اللہؑ دے
بت پرستوں کو نوید جامِ اِلّا اللہ دے | پھر بشر کو دعوتِ دینِ رسول اللہؐ دے

مردِ حق بن صورتِ شبّیرؑ ہو سینہ سپر | خون دے اپنا کہ ہو ہر سبز ملّت کا شجر
کشتِ باطل پر ذرا گر بن کے پھر برق و شرر | قوّتِ طاغوت کا مومن کو کیا خوف و خطر

پھر بلند اُٹھ کر جہاں میں پرچمِ توحید کر
سنّتِ حضرت خلیل اللہؑ کی تجدید کر

ایڈیٹر خواجہ نظام الدین صاحب کی غیر حاضری کے
باعث اس شمارے میں بعض خامیاں
رہ گئی ہیں ادارہ معذرت
خواہ ہے
[illegible]

احکام عید الاضحیٰ

فضائل قربانی

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ اللہ کو کوئی عمل فرائض واجبات کے علاوہ پسند نہیں۔ ذبح کرتے وقت جو خون کا قطرہ زمین پر گرتا ہے۔ زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے۔ حضرت زید بن ارقم سے ایک روایت منقول ہے کہ صحابہؓ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یہ قربانی کیا ہے؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہمارے لئے اس میں کیا فائدہ ہے فرمایا کہ قربانی کے جانور کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ایک بال کے عوض ایک نیکی لکھی جاتی ہے (مشکوٰۃ)

قربانی کس پر واجب ہے

جس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے۔ اس پر قربانی بھی واجب ہے۔ اگر کسی آدمی پر صدقہ فطر واجب نہ ہو۔ اور پھر بھی وہ قربانی دیتا ہے تو بڑے ثواب کا مستحق ہے۔ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے واجب نہیں۔ اگر اس کی طرف سے قربانی کرنی چاہے تو اپنے مال میں سے کرے اس کے مال میں سے ہرگز نہ کرے کسی شخص کو بارھویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال مل جائے تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ کوئی مالدار آدمی اگر اپنے علاوہ اپنے مرے ہوئے رشتہ داروں کی طرف سے ایصال ثواب کے لئے قربانی کر دے تو بہت بڑا ثواب ملے گا۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے صحابہ وغیرہم رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی طرف سے قربانی کر دے تو ثواب عظیم کا مستحق ہے۔

اوقاتِ قربانی

بقر عید کی دسویں تاریخ سے بارہویں کی شام تک قربانی کا وقت ہے۔ لیکن سب سے زیادہ فضیلت پہلے دن کو ہے۔ بقر عید کی نماز سے قبل قربانی کرنا درست نہیں۔ ہاں جو لوگ دیہات میں رہتے ہیں ان کے لئے جائز ہے کہ وہ فجر کی نماز کے بعد ہی قربانی کریں۔ قربانی کے ایام میں رات کو بھی قربانی کرنا درست ہے مگر دن کو کرنا بہتر ہے مبادا ذبح کی کوئی رگ کٹنے سے رہ جائے۔

قربانی کے جانور

گائے، بیل، اونٹ، اونٹنی، بھینس، بھینسا، بکری بکرا، بھیڑ، دُنبہ، گائے۔ بھینس اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہوں تو بھی درست ہے بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی یا عقیقہ کی ہو۔ اگر صرف گوشت کھانے کی نیت ہوگی۔ تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی۔ جس گائے میں سات آدمی حصہ دار ہوں۔ تو گوشت اندازے سے تقسیم نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ ٹھیک ٹھیک تول کر تقسیم کیا جائے۔ اگر کوئی حصہ کم یا زیادہ ہوگیا تو سود شمار کیا جائیگا جس سے گناہ ہوگا۔ اگر گوشت میں کلہ پائے اور کھال بھی ملایا جائے تو جس طرف کلہ پائے اور کھال ہو اس طرف گوشت اگر کم ہو جائے تو کوئی ہرج نہیں۔ قربانی کا گوشت خود کھائے۔ اپنے رشتہ داروں کو دے اور فقیروں محتاجوں کو خیرات کر دے خیرات میں کم از کم تہائی دینا مستحب ہے۔ بعض جاہلوں نے یہ بات گھڑ رکھی ہے کہ سری بہشتی یا مسجد کے امام کا حق ہے اور پائے حجام کا شریعت میں ایسی من گھڑت بات کا کوئی اعتبار نہیں۔

کس عمر کے جانور کی قربانی ہو سکتی ہے

بکری سال بھر سے گائے بھینس دو برس سے اونٹ پانچ برس سے کم عمر کے درست نہیں۔ دُنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو۔ کہ سال بھر کے دنبوں میں چھوڑنے سے وہ بھی سال بھر کا معلوم ہو تو چھ مہینے کے دنبہ یا بھیڑ کی قربانی بھی درست ہے۔

مسئلہ:۔ (۱) جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو۔ یا ایک تہائی یا تہائی سے کان کٹ گیا ہو۔ یا دُم تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی تو اس کی قربانی درست نہیں (۲) جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں۔ تو اس کی بھی قربانی درست نہیں ہے۔ (۳) اگر کان تو ہیں لیکن چھوٹے چھوٹے تو اس کی قربانی درست ہے (۴) اور اگر پیدائش سے ہی سینگ نہ ہوں یا تھے مگر ٹوٹ گئے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (۵) اور اگر سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے تو قربانی درست نہیں (۶) جو جانور ایسا لنگڑا ہو کہ چوتھے پاؤں سے وہ سہارا دے سکتا ہی نہیں یا اتنا دُبلا مریل جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو ان دونوں کی قربانی درست نہیں (۷) جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں تو اس کی قربانی بھی درست نہیں۔ ہاں اگر دانت جس قدر گرے ہوں اس سے زیادہ باقی ہوں تو درست ہے (۸) خصی (بدھیا) بکرے اور مینڈھے کی قربانی بھی درست ہے اور کھجلی والے جانور کی بھی بشرطیکہ وہ کھجلی سے لاغر نہ ہو گیا ہو (۹) جس جانور کے تھن بالکل کٹے ہوئے ہوں اس کی قربانی جائز نہیں (۱۰) اگر ایک تہائی سے زائد کٹا ہوا ہے تو پھر بھی اس کی قربانی ناجائز ہے (۱۱) اور اگر بیماری کی وجہ سے بکری کا ایک تھن سوکھ گیا یا گائے اور اونٹنی کے دو تو قربانی جائز نہیں۔ یہی حکم ہے۔ اگر تھن کا سر کٹ جائے (۱۲) اگر بیماری کے بغیر دودھ سوکھ گیا تو جائز ہے (۱۳) جس جانور کی آنکھ ترچھی ہو اس کی قربانی جائز ہے (۱۴) جس جانور کو کھانسی ہو اس کی بھی جائز ہے (۱۵) جس جانور کے بدن پر لوہا گرم کرکے داغ دیئے گئے ہوں۔ اس کی بھی قربانی جائز ہے۔

ذبح کرنے کا طریقہ

جانور کو قبلہ رو لٹا کر یہ دعا پڑھے :۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر تیز چھری سے اس کے گلے کو اتنا کاٹے کہ چار رگیں کٹ جائیں ایک نرخرہ جس سے سانس لیا جاتا ہے۔ دوسری وہ رگ جس سے دانہ پانی جاتا ہے۔ اور دو شہ رگیں جو نرخرہ کے دائیں بائیں ہوتی ہیں۔ ان چار میں سے اگر تین ہی رگیں کٹیں۔ تب بھی ذبح درست ہے اور اس کا کھانا حلال ہے۔ لیکن اگر دو ہی کٹیں تو اس جانور کا کھانا حرام ہے ذبح کے وقت بسم اللہ جان کر نہ پڑھنے سے جانور مردار ہو جاتا ہے۔ اور اگر بھول جاوے تو کوئی ہرج نہیں۔ کند چھری سے ذبح کرنا ٹھنڈے ہونے سے پہلے ان کی کھال کھینچنا یا ہاتھ پاؤں توڑنا، کاٹنا اور ان چار رگوں کے کٹ جانے کے بعد گلا کاٹے جانا۔ یہ سب باتیں مکروہ ہیں۔ ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

اپنی قربانی کو اپنے ہی ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔ ورنہ کم سے کم ذبح کے وقت سامنے کھڑا ہی ہو جاوے۔ قربانی کی کھال کو یا تو یونہی خیرات کر دے یا بیچ کر اس کی قیمت میں وہی پیسے خیرات کرے۔ یہ پیسے ان لوگوں کو دیئے جائیں جو زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں۔ مسجد کی ضرورت یا امام کے حق خدمت یا قصائی کی مزدوری میں دینی درست نہیں۔ البتہ کھال کو اپنے کام میں لانا جائز ہے۔

تکبیرات تشریق

اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

عرفہ (نویں تاریخ) کی فجر کی نماز سے تیرھویں کی عصر تک پڑھی جاتی ہیں۔ ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے پڑھنی چاہیئے۔ انہی تکبیرات کو عید کی نماز کے لئے جاتے ہوئے بھی راستہ میں بلند آواز سے پڑھتے رہنا چاہیئے۔ بقر عید کے دن صبح بہت سویرے اُٹھنا۔ شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا۔ مسواک کرنا۔ غسل کرنا عمدہ کپڑے پہننا، خوشبو لگانا۔ عیدگاہ میں جلدی جانا نہار منہ جانا اور واپس آکر قربانی کے گوشت سے کھانا پیادہ پا جانا۔ راستہ میں بلند آواز سے تکبیرات پڑھتے رہنا۔ عیدالاضحیٰ کی نماز جلدی پڑھنا۔ جس راستہ سے گیا تھا۔ اس کے سوا دوسرے راستہ سے واپس آنا یہ تمام باتیں مسنون ہیں۔ خطبہ کا سننا واجب ہے۔ اس وقت بول چال اور نماز پڑھنا سب حرام ہے

ترکیب نماز عید

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز واجب عیدالضحیٰ کی معہ چھ تکبیروں کے اس امام کے پیچھے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ کر سبحانک اللّٰھم پڑھیں۔ اس کے بعد تین تکبیریں ہونگی۔ پہلی دو تکبیروں پر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیئے جائیں اور تیسری تکبیر پر ہاتھ باندھ کر امام صاحب کی قرأت سنیں۔ اس کے بعد تکبیر کہتے ہوئے بغیر کانوں تک ہاتھ اُٹھائے رکوع میں جائیں۔ اور ایک رکعت پوری کریں۔ دوسری رکعت میں اُٹھتے ہی ہاتھ باندھ لیں اور قرأت سُنیں۔ پھر تین تکبیریں ہوں گی۔ ہر تکبیر پر کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر چھوڑ دیئے جائیں چوتھی تکبیر کہتے ہوئے بغیر ہاتھ اٹھائے۔ رکوع میں جائیں اور نماز پوری کریں۔ پھر اپنی جگہ بیٹھے ہوئے خاموشی سے خطبہ سُنیں ——

دربارِ فاروقؓ کے فیصلے

(مرتبہ حافظ محمد امین بورسٹل جیل لاہور)

حضرت عمرؓ کو فاروق اعظم بھی کہتے ہیں —— مستشرق علماء کا متفقہ نظریہ ہے کہ اگر عمر فاروقؓ چند سال اور زندہ رہ جاتے تو یورپ کیا بلکہ دنیا بھر میں اسلام پھیل جاتا۔ فاروق کے معانی فرق کرنے والا یعنی حق و باطل اور برائی بھلائی میں فرق کرنے والا۔ اعظم کے معنی بڑا یعنی وہ شخص جو حق و باطل اور نیک و بد میں خوب فرق کرنے والا ہو۔ ذیل میں دربار فاروقؓ کے چند فیصلے رقم ہیں پڑھیئے اور ایمان تازہ کیجیئے۔ اور اندازہ کیجیئے کہ اسلام فتوحات سے پھیلا یا عدل و انصاف سے ——

پہلا فیصلہ

مدینہ منورہ میں پانی پر ایک منافق مسلمان اور یہودی کا جھگڑا ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں اپنا فیصلہ کرانے کے لئے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم فیصلہ یہودی کے حق میں صادر فرماتے ہیں۔ منافق مسلمان کچھ سوچ کر یہودی کو حضرت عمرؓ کے پاس لے جاتا ہے۔ اور وہاں پہنچ کر بہت سی باتیں یہودی کے خلاف کہتا ہے۔ حضرت عمرؓ یہودی سے پوچھتے ہیں کہ تو بھی کچھ کہنا چاہتا ہے۔ تو یہودی فقط اتنا کہتا ہے کہ اس مقدمہ کا فیصلہ رسول اللہ نے میرے حق میں فرما دیا ہے۔ یہ سنتے ہی جناب عمرؓ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے۔ آپ اندر تشریف لے جاتے ہیں اور واپس آکر تلوار سے منافق مسلمان کا سر قلم کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں جسے رسول اللہ کا فیصلہ منظور نہیں۔ اُس کا فیصلہ یہی ہے۔ منافق مسلمان کے ورثاء حضرت عمرؓ کے خلاف دربار رسالتؐ میں دعویٰ کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم بھی اس سے مضطرب ہوتے ہیں مگر خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوتی ہے جو حضرت عمرؓ کے فیصلے کی تائید ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ پ۵ آیت ۶۵

ترجمہ: پس قسم ہے آپ کے رب کی کہ وہ لوگ اُس وقت تک مومن نہیں ہونگے جب تک کہ وہ آپ کو اپنے جھگڑوں میں منصف نہ بنائیں اور پھر آپ کے فیصلے کو دل میں بُرا بھی نہ منائیں۔ بلکہ دل و جان سے تسلیم کریں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ فاروق اس بنا پر بری کر دیئے گئے ——

سیف اللہ حضرت خالد بن ولید مسلمانوں کے جلیل القدر سپہ سالار ہیں۔ روم اور ایران کی جنگوں میں آپ بے مثال بہادری کے جوہر دکھا چکے ہیں اور ہر میدان میں فتح نے آپ کے قدم چومے ہیں۔ آپ کی بے مثال شجاعت کے سبب لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ جدھر حضرت خالدؓ ہیں ادھر ہی فتح ہوتی ہے۔ جب حضرت فاروق اعظمؓ کو لوگوں کے اس خیال کا علم ہوتا ہے تو آپ مسلمانوں کو شخصیت پرستی کے تباہ کن رجحان سے بچانے کے لئے حضرت خالدؓ کو معزول کرنا چاہتے ہیں۔ انہی دنوں ایک اور واقعہ بھی پیش آ جاتا ہے جو ان کی معزولی کا باعث ہوتا ہے چنانچہ فاروق اعظمؓ حضرت خالدؓ کو لکھتے ہیں۔

"اے خالدؓ! میں تجھے معزول کرتا ہوں کیونکہ لوگ فتح کو خدا کی بجائے تیری طرف منسوب کرتے ہیں —— دوسرے نے اشعث نامی شاعر کو ایک ہزار درہم اس لئے انعام دیا کہ اس نے تیری شان میں قصیدہ لکھا ہے اگر تو نے یہ رقم بیت المال سے دی ہے تو بددیانتی کی ہے اور اگر اپنی گرہ سے دی ہے تو فضول خرچی"

حضرت عمرؓ یہ حکم ابو عبیدہؓ کو دے کر بھیجتے ہیں جب حضرت خالدؓ کو یہ حکم ملتا ہے تو وہ فوراً اپنا عہدہ ابو عبیدہؓ کے حوالے کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں ایک سپاہی کی حیثیت میں بھی اسی جذبے سے اسلام کی خدمت کروں گا۔ جس جذبے سے سپہ سالاری کا کام کرتا رہا ہوں۔ اور واقعی آپ اپنے ان الفاظ کو آئندہ کی جنگوں میں ثابت بھی کر دکھاتے ہیں اور تادمِ زیست فرمانبردار رہنے اور شہادت کی تمنا میں مرتے ہیں ——

ایک دفعہ حضرت عمرؓ مسجد میں خطبہ دے رہے ہیں۔ ایک بوڑھا آدمی کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ اے عمرؓ ہم تیرا حکم ماننے کو تیار نہیں پہلے یہ بتا تو نے جو کرتہ پہن رکھا ہے یہ کہاں سے لیا ہے؟ مال غنیمت میں تو صرف تھوڑا تھوڑا کپڑا آیا ہے اور تھوڑے کپڑے سے اتنا بڑا کرتہ تیار نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس کا جواب میرا بیٹا عبداللہ دے گا۔ حضرت عبداللہ کھڑے ہو کر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حصے کا کپڑا ابا جان (حضرت عمرؓ) کو دے دیا ہے تاکہ ان کا کرتہ ٹھیک بن جائے۔ کیونکہ ان کا قد لمبا ہے اس پر وہ بوڑھا کہتا ہے کہ اب آپ جو حکم دیں سر تسلیم خم ہے۔ سبحان اللہ

اسلام کی دو عیدیں

از جناب محترم بزرگوار غازی خدا بخش صاحب کیپٹن

عید کے متعلق اصل یہ ہے کہ ہر قوم و ملت میں ایک نہ ایک دن ایسا ہوتا ہے جس میں وہ لوگ شان و شوکت سے اپنے کو سجاتے ہیں اور زیب و زینت کے ساتھ شہر سے باہر نکلا کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی عادت اور رواج ہے کہ عرب و عجم اور دنیا کی کوئی قوم اس سے خالی نہیں ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ گئے اور دیکھا۔ کہ یہاں دو دن ایسے ہیں جن میں لوگ لہو و لعب، کھیل کود میں مشغول رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "یہ دو دن کیا ہیں" اس کے جواب میں لوگوں نے کہا "ہم ان دو دنوں میں جاہلیت کے زمانے میں کھیلا کودا کرتے تھے یہ سن کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالے نے تمہارے ان دو دنوں کو دو بہتر دو دنوں سے تبدیل کر دیا اور وہ یوم الضحیٰ اور یوم فطر ہے اور اس تبدیلی کی وجہ یہی ہے کہ عید کا سبب یا تو یہ ہوتا ہے کہ اپنے دین کے کسی شعار یعنی نشانی کی عظمت اور بڑائی کی جائے یا اپنے مذہب کے اماموں کی پیروی اور موافقت کا اظہار کیا جائے یا پھر اسی قسم کی کوئی اور شے اس کا سبب اور موجب ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ اگر ان لوگوں کو ان کی اصلی عادت پر چھوڑ دیا گیا تو جاہلیت کی نشانیاں زیادہ رواج پا جائیگی اور ان کے پہلے لوگوں کا طریقہ رائج ہو جائے گا۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو دنوں کو دوسرے ایسے دو دنوں سے تبدیل کر دیا جن سے ملت حنیفیہ کے شعائر یعنی نشانیوں کی بڑائی ظاہر ہو اور شان و شوکت کے ساتھ طاعت، بندگی اور عبادت کا کچھ حصہ بھی اس کے اندر شامل کر دیا گیا تاکہ مسلمانوں کا اجتماع محض لہو و لعب بن کر نہ رہ جائے اور ان کا کوئی اجتماع اللہ تعالےٰ کے کلمے کو بلند کرنے سے خالی نہ رہے۔

ان دو دنوں میں سے ایک دن وہ ہے جب رمضان کے روزے ختم ہوتے ہیں اور یہ دن کچھ نہ کچھ زکوٰۃ، صدقہ، فطرا ادا کرنے کا بھی دن ہے دوسرا دن وہ دن ہے جس دن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کے راستے میں ذبح کرنے کے لئے لے گئے تھے اور ان کی قربان کے بدلے میں ایک عظیم الشان قربانی دی اور ان دو بزرگوں پر اللہ تعالےٰ نے ایک زبردست انعام فرمایا تھا۔ اس دن عید منانے سے حنیفیہ ملت کے اماموں کی یاد تازہ ہوتی ہے ان بزرگوں نے جو طاعت الٰہی انجام دی۔ اور جان و مال کی قربانی دی اور راہ الٰہی میں صبر و شکر کا ثبوت دیا۔ اس سے لوگوں کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔ نیز اس سے حج کرنے والوں کی مشابہت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ دلوں میں حج کرنے والوں کی عظمت پیدا ہوتی ہے۔ اعمال حج کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن تکبیر کہنا مسنون فرمایا ہے اور اللہ تعالےٰ کا یہی ارشاد ہے

فرمایا۔ "تاکہ اللہ تعالےٰ نے تم کو جو ہدایت کی اس کے لئے تم اس کی کبریائی بیان کرو۔" عید الاضحیٰ میں خاص حکم یہ ہے کہ عید کی نماز سے واپس ہو کر کھانا کھائے نماز سے پہلے نہ کھائے اور سب سے پہلے اپنی قربانی کا گوشت کھائے تاکہ قربانی کی اہمیت ثابت ہو۔ اور اس کی طرف رغبت اور توجہ ہو اور لوگ اس کو متبرک چیز سمجھیں اور قربانی عید کی نماز کے بعد کی جائے پہلے نہ کی جائے۔ کیونکہ قربانی اللہ تعالےٰ کے قرب (نزدیکی) کا موجب اس لئے ہے کہ اس میں حج کرنے والوں کی مشابہت پائی جاتی ہے اور حاجیوں کی مشابہت اسی وقت خیال میں آتی ہے۔ جبکہ لوگ پہلے نماز کے لئے جمع ہوں۔

اور قربانی کا جانور اگر بکری ہے تو ایک سال سے کم کی نہ ہو۔ اور دنبہ یا بھیڑ ہو تو چھ ماہ سے کم نہ ہو۔ اور کل اہل خانہ کے لئے کافی ہو سکتی ہے اور علماء نے قربانی کے جانور کا قیاس ہدی کے جانور پر کیا ہے۔ اور اسی بنا پر گائے اور اونٹ سات سات آدمیوں کی جانب سے کافی قرار دیا جاتا ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "خدا تک نہ تو ان کے گوشت پہنچتے ہیں۔ اور نہ ان کے خون بلکہ اس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔"

اس کے مطابق قربانی راہ خدا میں مال خرچ کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے اس لئے قربانی کا جانور موٹا تازہ اور بہتر سے بہتر ہونا مستحب ہے کیونکہ یہ اس امر پر دلالت و راہنمائی کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف قربانی کرنے والے کی رغبت اور توجہ بالکل صحیح اور درست ہے اور اسی مصلحت کی بنا پر چار قسم کے جانوروں کی قربانی سے منع کر دیا گیا ہے ایک یہ کہ لنگڑے جانور کی قربانی نہ کی جائے۔ جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔ دوسرا یہ کہ کانے جانور کی قربانی نہ کی جائے تیسرے ایسے بیمار جانور کی قربانی نہ کی جائے جس کے اچھا ہونے کی امید نہ ہو۔ چوتھے ایسے لاغر اور دُبلے جانور کی قربانی نہ کی جائے۔ جس کی ہڈیوں میں گودہ باقی نہ رہا ہو۔ اور اس جانور کی قربانی بھی منع ہے جس کے سینگ ٹوٹے ہوئے یا کان کٹے ہوئے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کی آنکھیں اور کان دیکھنا بھی مسنون فرمایا ہے۔ نیز ایسے جانوروں کی قربانی بھی منع ہے۔ جس کے کان آگے پیچھے سے کٹے ہوئے ہوں یا چیرے ہوئے ہوں یا ان کے اندر سوراخ ہوں اور ایسے موٹے تازہ سینگ والے دنبے کی کہ جس کی آنکھیں، پیٹ، سینہ اور پاؤں سیاہ ہوں قربانی کرنا مسنون ہے کیونکہ یہ تمام باتیں اس کی جوانی ترو تازگی کی علامتیں ہیں۔

بچّوں کا صفحہ

اخوّتِ اسلامی

محمد اکرام الحق۔ گجرات

اخوّت و مروّت قوموں کی سالمیت و محافظت کی ضامن ہے۔ جو قومیں اس کو اپنا شعار بنا لیں وہ کامیابی و کامرانی کی رفعتوں پر جا پہنچتی ہیں اور جو اس متاعِ عزیز سے عاری ہو جاتی ہیں ذلّت و رسوائی کی عمیق گہرائیوں میں جا پڑتی ہیں۔ اسلام جس کی کامرانی و فتحیابی کا عَلَم صدیوں دنیا کے گوشے گوشے میں لہراتا رہا۔ جس کی عظمت و قوّت کا اعتراف کرنے پر آج بھی دنیا مجبور ہے۔ اس کی تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ سب کچھ اس کے مجاہدوں کے اتحاد و اتفاق، ایثار و قربانی، سرفروشی و حب الوطنی اور اخوت و مروّت کا اعجاز تھا۔

دینِ فطرت اسلام کی اساس و بنیاد اخوت و مساوات پر رکھی گئی ہے یہ اس کی تعلیمات ہی کا کرشمہ تھا کہ اس نے بغض و عناد، تعصب و حسد، نفاق و منافرت اور تفرق و تشتّت میں مبتلا عربوں کو ایثار و خلوص کا پیکر بنا دیا۔ انہیں خصومتِ باہمی اور عداوتِ مسلسل کے جہنم سے نجات دلائی۔ اور انہیں ایک جھنڈے تلے جمع کر کے باہمی الفت و موّدت کا درس دیا اور پھر اسی اخوّت کی بدولت انہوں نے نوعِ انسانی کی عالمی تحریک کی قیادت کی۔ چنانچہ اس نعمت کا ذکر خدائے رحمان سورۃ آل عمران میں یوں فرماتے ہیں :۔

"اللہ نے جو تم پر احسان کیا ہے اسے یاد کرو تم باہمی دشمن تھے پس اللہ نے تمہارے دلوں میں باہمی الفت پیدا کر دی تم آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے کہ اس نے تمہیں اس میں گرنے سے بچا لیا"۔

اسلام صلح و آشتی اور امن و سلامتی کا پیامبر ہے۔ چنانچہ وہ انسانوں میں باہمی الفت و موّدت کا جذبہ پیدا کرنے اور انہیں وحدت میں منسلک کرنے کا احساس دلاتا ہے کہ وہ ایک ہی جان سے پیدا کئے گئے ہیں اور تمام نوعِ بشری کا ماخذ ایک ہے چنانچہ قرآنِ عزیز میں آتا ہے "اے افرادِ نسلِ انسانی اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان (جوہرِ حیات) سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلائے"۔ پھر ان اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ اصل شے نہیں بلکہ بعد کی پیداوار ہیں۔ تمام لوگ ایک ہی امت ہیں بعد میں جدا جدا ہو گئے"۔ گویا تمام انسانیت بنیادی طور پر ایک ہے اختلافات جتنے بھی ہیں خواہ رنگ و نسل کے ہوں یا قومیت و علاقیت کے سب مصنوعی اور انسان کے خود پیدا کردہ ہیں۔ وہ اختلافات انسان نے محض اپنے مفاد اور جھوٹی برتری قائم کرنے کے لئے وضع کر لئے ہیں۔ خالقِ کائنات رنگ و نسل، حسب و نسب یا علاقہ و قوم کے لحاظ سے انسانوں میں فرق و امتیاز قائم نہیں کرتے کیونکہ یہ امور منافرت و عداوت اور بغض و عناد کے ایسے زہریلے ناسور پیدا کرتے ہیں جو افراد کی اجتماعی زندگی کو موت کی گہری نیند سلا دیتے ہیں۔ اس نوع کے اختلافات دنیا کے جس حصہ میں بھی نمودار ہوتے ان کی جمعیت کو ہمیشہ کیلئے ملیامیٹ کر گئے ؎

جو کرے گا امتیازِ رنگ و خوں مٹ جائیگا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابیِ والا گہُر

چنانچہ انہی وجوہ کی بنا پر اسلام علاقائیت کی بجائے تقویٰ کو وجہِ فضیلت قرار دیتا ہے فضیلت کے سلسلے میں جہاں تک حسب و نسب کا تعلق ہے اس کے بارے میں داعیِ اسلامؐ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا کہ یہ کسی طرح فضیلت و برتری کا باعث نہیں بن سکتا۔ آپ اسلام کا بغور مطالعہ کریں۔ اسلامی عبادات کا مطالعہ کریں۔ اسلامی ارکان کا مطالعہ کریں۔ اسلامی اخلاق کا جائزہ لیں۔ اسلامی عقائد کو پڑھیں ان سب میں آپ کو اخوت و مساوات کی شمع روشن نظر آئے گی۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، توحید ان سب میں آپ کو اخوّت و مروّت ایثار و قربانی اور عدل و مساوات کا درس ملے گا۔ توحید کو لیجئے۔ اس کا راز یہ ہے کہ جب افراد کے قلوب تمام باطل معبودوں سے ہٹ کر خداوندِ احد کی طرف مائل ہوتے ہیں تو ان کا مقصد متحد ہو جاتا ہے، رشک و حسد ختم اور باہمی الفت و موّدت کی احسن صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ مختلف رنگ و نسل کے انسانوں کی قوتیں ایک مرکز پر اکٹھی ہو جاتی ہیں یوں ملت کی فلاح و بقا کے سامان پیدا ہوتے ہیں ایک عالمگیر برادری معرضِ وجود میں آتی ہے اور ملت ایک زبردست قوت بن جاتی ہے ؎

ملت چوں مے شود توحید مست
قوّت و جبروت مے آید بدست (اقبالؒ)

جہاں تک توحید کی مخالف کیفیت یعنی شرک کا تعلق ہے تو اسلام اسے ظلم عظیم قرار دیتا ہے۔ کیونکہ یہ انسانوں میں باہمی تفرقہ اور تباہ کن مقابلہ و مسابقت کا باعث بنتا ہے جس میں انسان اپنے مقابلہ میں دوسروں کو محض اس لئے ذلیل سمجھتا ہے کہ وہ اس علاقے کے باشندے نہیں جس میں وہ آباد ہے یا وہ اس کی نسل سے تعلق نہیں رکھتے۔

المختصر توحید کی وجہ سے افراد میں مشترک ملّی احساس پیدا ہوتا ہے اور شرک منافقت و منافرت اور تعصب و حسد کو جنم دیتا ہے۔

آخر میں بطور مثال اسلامی اخوت کا ایک واقعہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہاشم بن عبدالمناف قریشِ عرب میں بڑے معزز تھے انہوں نے یثرب کی ایک عورت لیلیٰ نامی سے نکاح کے لئے کہا تو اس کے قبیلے والے اس شرط پر راضی ہوتے کہ لیلیٰ کبھی مکہ نہ جائے گی۔ لیکن اسی یثرب کے لوگ جب دینِ توحید سے رنگے گئے تو حضرت بلالؓ نے مسجد میں انکشاف کیا کہ وہ غلام حبشی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بے زر و مال ہیں لیکن نکاح کرنا چاہتے ہیں اس پر کئی لوگ خود درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کے ہاں یہ رشتہ استوار کر لیں۔ کہاں مکی اور مدنی کا اس قدر شدید اختلاف اور کہاں ایک حبشی اور عربی کا فرق بھی مٹ گیا اور یہ محض ایک واقعہ ہے ان بیشمار واقعات میں سے جن سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ یہ تھا دینِ اسلام کی تعلیمات کا اعجاز کہ تعصب کی بدترین صورتوں میں مبتلا افراد کو ایثار و خلوص کے پیکروں میں بدل کر رکھ دیا۔

عزیزانِ وطن! موجودہ پُرآشوب و پُرفتن دور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خوابِ غفلت سے بیدار ہوں۔ نفاق و منافرت، تفرق و تشتت، بغض و عناد اور حسد و کینہ سے چھٹکارا حاصل کریں نسلی عصبیت، ثقافتی و اقتصادی اختلافات، غیر پسندیدہ رسوم و روایات اور ہر قسم کے فرق و امتیاز کو پسِ پشت ڈال دیں اور لایعنی فخر و مباہات اور مصنوعی تفوق سے خلاصی حاصل کر کے وہ وحدتِ ملی*

* استوار کریں جو اسلام کا اصل منشاء ہے ؎ بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا۔ نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی (اقبالؒ)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)